رخسانہ نگار عدنان
محبت کا پھیلاؤ

رخسانہ نگار عدنان

”حد ہو گئی پتا نہیں کیا سمجھتے ہیں لوگ خود کو... اپنی شکلیں نہیں دیکھتے اور دوسروں کو چاہے پیروں تلے روند دیں اور یہ ماما ہما شما کے سامنے مارچ پاسٹ کروانا شروع کر دیتی ہیں۔ پہلے انسان پتا کروائے کہ یہ جو منہ اٹھا کر چلی آ رہی ہیں۔ ان کا شجرۂ نسب کیا ہے۔ پیچھے سے کسی جانور کے قبیلے سے تعلق تو نہیں... اور...“

اس نے زرالی سے ایک ایک چیز اٹھا کر کاؤنٹر پر پٹخنے کے انداز میں رکھنی شروع کر دی اور اس زور آزمائی کا نتیجہ اگلے ہی لمحے ظاہر ہو گیا۔

ناولٹ

ماما کا سب سے پیارا قیمتی راج دلارا سیٹ جس کی صرف ان ہی موقعوں پر رونمائی کی جاتی تھی ہی ڈنر پلیٹ پتا نہیں اس کے غصے سے یا رنج کے باعث بیچ میں سے شق ہو گئی۔

”اوہ!“ اس کا ڈش کو پٹختا ہاتھ وہیں تھم گیا۔ چور نظروں سے مڑ کر دیکھا ابھی کچن میں کوئی بھی نہیں آیا تھا۔

اس نے چپکے سے پلیٹ خالی کر کے ڈسٹ بن کے اوپر جھانکتے پھولے پھولے شاپرز کے نیچے ایک شاپر میں ڈال کر گویا مدعی روپوش کر دیا۔

”کتنے بدذوق لوگ ہیں۔ دیکھو تو کیسی مزے کی چیزیں اور ناشکروں نے تو کسی چیز کو چھوا بھی نہیں۔“

”سوری آنٹی! مجھے کریم چاٹ نہ دیں۔ میں آج کل ڈائٹ پر ہوں۔“ کمبخت زندہ بھلا نہیں کیسے تھا! ڈائٹ کی ہمت ہے جو اسے زندہ رکھے ہوئے ہے۔ ورنہ میڈیکل چیک اپ کے بغیر حتمی طور پر کوئی بھی نہیں کہہ سکتا کہ یہ ہڈیوں کا پنجر زندہ بھی ہو سکتا ہے۔
چلتا پھرتا ڈھانچہ اور ابھی مزید ڈائٹ۔ او مائی گاڈ!“

وہ اب چمچ بھر بھر کر کریم چاٹ کھاتے ہوئے خود ہی اپنے اندر کی جلن کو کم کرتی جا رہی تھی۔

”اور دوسری... یقیناً ”ہیپاٹائٹس“ اسے ہے نہیں تو رہ چکا ہے یا شرطیہ ہونے والا ہے۔ آنکھیں بھی یرقان زدہ... گال پچکے ہوئے گہرے فاؤنڈیشن کے باوجود چہرہ یوں جیسے کوئی ابوالہول زندہ ہو کر آ گیا ہو۔ ابوالہول ہی ہی...“

وہ سوکھی مریل سی بھالی نامی خاتون تصور میں آئیں تو بے اختیار ہنسی آگئی۔ دوسرے ہاتھ سے تازہ نرم شیرے میں لتھڑا گلاب جامن پورے کا پورا منہ میں رکھ لیا جس نے اس کی ہنسی کا خاتمہ کیا۔

"ماؤنٹ ایورسٹ! خدا کے لیے رحم کر مائی باپ! کچھ تو غریبوں کے لیے بے چاری غریب خلقت کے لیے رحم فرمایا جائے ورنہ ہمارے اس کھاتے پیتے زرعی ملک کا نام ایتھوپیا، کینیا اور نہ جانے کون کون سے بھوک و افلاس کے مارے ملکوں کے ساتھ لیا جائے گا۔ مائی باپ رحم!"

پیچھے سے شیرو نے آکر اس سے گلاب جامن کی پلیٹ جھپٹتے ہوئے التجا بھرے انداز میں کہا تو وہ اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھنے لگی۔

"ہم جیسوں کی برکت اور ہمارے وجود کے طفیل سے تو اللہ سائیں اس ملک کو اناج کی دولت سے مالا مال کرتے ہیں نااندیش لڑکے! ہم نہ ہوں تو یہاں ایک بوند نہ برسے ایک بیج نہ اگے۔" وہ شاہانہ انداز میں کہتے ہوئے اب دہی بھلے کھا رہی تھی۔

"ایک بوند، ایک بیج سے کیا بنے گا مائی باپ جناب! آپ کو تو پورا ایتھوپیا عرب اور سارے پاکستان کا بیج بھی تھوڑا رہے گا۔ ایسا بھی کسر نفسی سے کام نہ لیجیے۔"

"کسر نفسی سے تو حضور آپ کام لے رہے ہیں، ایک دو گلاب جامن ہمارے لیے چھوڑ دیجیے۔ یہ سوچ سمجھیے۔" اس نے گلاب جامن جھپٹنے کی کوشش کی مگر وہ صاف پلیٹ بچالے گیا۔

"ماؤنٹ ایورسٹ یار! کچھ کے ٹو کے لیے بھی رہنے دے۔ لو وہ آگئی۔" اس نے کے ٹو کا نام لے کر اس کا حصہ بچانا چاہا تھا کہ مائرہ نے وہ پلیٹ پیچھے سے ہی جھپٹ لی۔

"ظالمو! تمہیں ہضم ہو جائے گا یہ سب کچھ اکیلے اکیلے۔ اللہ کرے اس میں جمال گوٹا ہو۔ ایک بھی اندر نہ ٹھہرے جیسی بے وفائی و غداری تم میرے ساتھ کرتے ہو۔" اس نے دوسرے کونے میں کھڑے ہو کر پلیٹ صاف کرنا شروع کر دی۔

"بھئی معاف کرنا نہ یہ غداری ہے نہ بے وفائی۔ یہ تو ہمارے ملک کا اعلا ترین قانون کا پہلا شہری اصول ہے۔ لوٹا ازم۔ کھانے کا بھرا دسترخوان دیکھو تو یہ وفاداری، دیانت داری اور اپنے اصول سب کے سب صرف دسترخوان کے نام کر دو اور اس میں ہم سارے پکے محب الوطن ہیں۔" شیرو نے اب چکن پیٹیز پر ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا۔

"یار ماؤنٹ ایورسٹ! تمہارے ٹرائل کا کیا بنا؟" مائرہ نے تین گلاب جامن کھانے کے بعد آخری بچی ہوئی گلاب جامن پیچھے کیبنٹ کھول کر اس میں رکھ دیا۔

"وہ کیا کیڑے مکوڑوں کی دعوت کے لیے پیش کی گئی ہے۔"

"یار! تم دونوں چاہے پکے لوٹے ہو۔ ساری وفاداری بہ شرط کھانا کے ساتھ کیوں نہ استوار ہو، مجھے کوہ سلیمان کا خیال ہے۔"

"تم کسی پارٹی میں شامل ہونے کے قابل نہیں۔ ابھی تم بچی لولی ہو۔ کیوں ماؤنٹ ایورسٹ!"

شیرو نے اب کوک کے گھونٹ بھرتی ماہی سے کہا۔ اس نے جواب دینے کے بجائے سر ہلا دیا۔ ساری ٹینشن سارا ڈپریشن ایک ایک گھونٹ کے ساتھ تحلیل ہوا جا رہا تھا۔

"یار! بتایا نہیں تیرے ٹرائل کا کیا بنا؟ کمینو! چاٹ ساری کھا گئے؟" مائرہ نے آگے بڑھ کر پیالے کے پیندے کے ساتھ لگی چاٹ کو تقریباً چاٹتے ہوئے کہا۔

"وہی جو ہمارے ملک میں آنے والے ترقیاتی منصوبوں کے ساتھ ہوتا ہے مٹی پاؤ... بامزہ آئے" اس نے زوردار ڈکار لینے کے لیے ابھی منہ کھولا ہی تھا کہ اسے لگا کمرے کوئی خود کش حملہ آور گھس آیا ہے۔

"آں... بم... دھماکا۔" اس کے منہ سے ایک وحشت ناک چیخ برآمد ہوئی تھی اور وہ جیسے اڑتے ہوئے دوسرے کاؤنٹر پر جا گری مگر وہ کوئی بم یا خود کش

حملہ نہیں تھا۔ بلکہ ماما کی لکڑی کی کھڑاویں تھیں جسے وہ پاپا سے پچھلے ہفتے تیرہ سو میں خرید کر لائی تھیں اور وہ چاروں بار بار کھڑاویں ہاتھ میں لے کر تکتے رہے۔

"ماما! یہ یقیناً کسی موچی نے موہنجوداڑو سے ثبوت حاصل کرکے پاپا والوں کو دیا ہے۔" چلنے میں بھی اس کی آواز کھڑاویں جیسی تھی اور تکنے میں... یہ تو کوئی ماہی کی کمر سے پوچھتا۔

شیرو اور مائرہ ماما کے قہرناک غصے سے بچنے کے لیے راہ فرار نظروں سے ناپ رہے تھے۔

"بے شرم! بے حیا! ماں کو جیتے جی قبر میں اتارو گی دونوں۔ ہائے کیسا ڈوب مرنے کا مقام ہے۔ وہ کہہ رہی تھی یہ آپ کی بڑی بیٹی ہے کتنے بچے ہیں ان کے میں نے کہا۔ نہیں یہ میری تو کمبخت... کہنے لگیں اچھا آپ کی بہن ہوں گی۔ اپنی بیٹی کو تو بلوائیے۔ ان کے دیدوں کو سامنے پہاڑ جیسی بیٹی نظر نہیں آ رہی تھی۔ آتی بھی کیسے وہ تو لڑکی دیکھنے آئی تھیں بھینس تو نہیں اور اس بے شرم کو جو ذرا شرم ذرا رنج ہو۔ دیدوں کا پانی مر گیا۔ بھی کی کرتی لڑائی کھیت کروائی اور اب مردود پیٹ کے دوزخ میں اتارنا شروع کر دی۔

؎ بہار سمجھتا تھا میں جس کو خزاں نکلی
جس سے پیار کیا وہ چھ بچوں کی ماں نکلی

شیرو نے ایک ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے زیر لب شعر پڑھا اور آنکھوں میں ڈھیر ساری ہمدردی لیے ٹپ ٹپ آنسو بہاتی ماہی کو دیکھا۔

"مجھے... مجھے نہیں لگتا۔ یہ گوشت کا پہاڑ... میرے جیتے جی اس گھر سے رخصت ہوگا۔ اور ہو بھی گئی تو یہ دوسری والی میرے خدا دونوں آنکھوں میں اس کا پورا وجود نہیں سماتا۔ یہ بڑی کو بھی پیچھے چھوڑ رہی ہے کمبخت نامرادیں، یہ اناج کی دشمن! کیا میرے لیے ہی رہ گئی تھیں۔ کلموہاں کے باپ کو اب ہمیں رلانا نہ بھیجے۔ فاقے بھیجے۔ بھوک، غربت ہائے میں گئی۔"

دھان پان سی ماما بولتے بولتے ذرا سا لڑکھڑائیں اور سر پکڑ کر اس سے پہلے کہ لڑھکتیں شیرو اور مائرہ نے لپک کر انہیں اپنے بازوؤں میں تھام لیا۔

"ماما! ماما! ہوش کریں۔ ماما!" وہ انہیں ہلاتے تھپکتے اٹھا کر باہر لے گئے۔ اور وہ اپنے چہرے سے آنسو صاف کرتی من من بھر کے قدم اٹھاتی ان کے پیچھے چل پڑی۔

☆ ☆ ☆

"ماہی... ماہی، ماہی مینوں چھلا پوادے۔"

شیرو دور ہی سے زور زور سے گنگناتے ہوئے اس کے کمرے میں داخل ہوا تھا جہاں وہ افسردہ سی بیٹھی چلغوزے ٹونگتی کسی رسالے کی ورق گردانی کر رہی تھی جبکہ مائرہ دوسری طرف بیٹھی چاکلیٹ کھاتی کسی فیشن میگزین پر نظریں دوڑا رہی تھی۔

"یہ دیکھو بھئی۔ ایک اور شہر میں تقریب مرگ ہونے جا رہی ہے جس میں آپ دونوں بلکہ ماؤنٹ ایورسٹ کی شرکت سب سے ضروری قرار دی جا رہی ہے۔"

شیرو کے ہاتھ میں سنہرے رنگ کا ایک کارڈ تھا۔ ماہی نے اسے دکھی نظروں سے دیکھتے ہوئے پھر سے سر جھکا لیا۔

"دکھاؤ تو کیا ہے؟" مائرہ دلچسپی لیتے ہوئے اٹھی۔

"ماہی! اعظمی کی شادی ہے۔ واؤ مزہ آئے گا اور کمبخت نے دیکھو ہمیں ہوا بھی نہیں لگنے دی۔ پیچھے سے منگنی نہ ڈیٹ سیدھا ڈائریکٹ ڈاکنگ کی ہے۔ شادی... ابھی پچھلے ماہ تو وہ ہمیں شاپنگ کرتے ہوئے ملی تھی۔ کمینی نے ذکر بھی نہیں کیا۔"

اس نے کہتے ہوئے کارڈ ماہی کے آگے پھینکا جسے اس نے دیکھے بغیر پرے کر دیا۔

"اب ہر کوئی ہماری طرح ایڈورٹائزنگ کا شوقین تو ہوتا نہیں۔ پہلے کیٹ واک کا اشتہار دے پھر اس کے ناکام ہونے پر ایک ہفتے کا اطلاعی باجماعت سوگ منایا جائے اور باقی داوے، ماہی پر تو یہ سوگ ڈیو ہے۔ مائی ڈیئر کے ٹو! آپ کس خوشی میں کمرہ نشین ہوئے بیٹھی ہیں۔ آپ کا چانس تو اس بار محفوظ رکھا گیا تھا کہ ماما نے

کہا تھا۔ تم بالکل نہ آتا......"

"ہاں یہ حسینۂ عالم ہے نا اس لیے۔" ماہی جلتے کڑھتے انداز میں بولی۔

"حسینۂ عالم اور کے تو...... ہاہا۔" شیرو زور زور سے ہنستا چلا گیا۔ "ویسے صحیح کہا ہے کسی سیانے نے۔ غم کی حالت میں موٹے لوگوں کی حسِ مزاح زبردست ہو جاتی ہے۔ سائرہ اور حسینۂ عالم......"

وہ پھر ہنسنے لگا۔ مائرہ نے ایک لمحے کو اسے گھورا اور دوسرے پل ماہی کے آگے رکھا وہ موٹا سا رسالہ اس کے منہ پر دے مارا جسے اس نے آرام سے کیچ کر لیا۔

"آپی! پاپا کا فون ہے آپ کے لیے۔" مدحت پھولی ہوئی سانسوں کے ساتھ اندر اطلاع دینے آئی تھی۔

"آرام سے سنبھل کر۔ کوہ سلیمان یا رندھیر ج سے چلا کرو۔ دیکھو ابھی تو ہماری ملکی تاریخ کے سینے سے دو ہزار پانچ کے زلزلے کے داغ دھلے ہیں نہ رنج کم ہوا ہے اور تم کیا غضب کرتی ہو۔ سیڑھیاں پھلانگتی ہوئی آ گئیں اب پھر اس تک چڑھے معراج دین کے پاس جانا ہوگا سیڑھیوں کے ٹھڈے پر کروانے۔"

شیرو نے مدحت کے پھولے پھولے سرخ گالوں پر زور کی چٹکی لی تھی۔

"بھائی! ہر وقت کا مذاق اچھا نہیں ہوتا۔" وہ اس کا ہاتھ زور سے جھٹکتے ہوئے بے رخی سے بولی۔

"یعنی کبھی کبھی کا مذاق تو بھئی اب مجھے تم اپنا ٹائم ٹیبل سیٹ کر دو۔ کب کب تمہارا مذاق سہنے کا موڈ ہے میں تب تب..."

"آپی! فون ہولڈ پر ہے۔" مدحت نے ماہی کو ٹس سے مس نہ ہوتے دیکھ کر یاد دہانی کروائی اور جھلا کر باہر نکل گئی۔ ناچار اسے اٹھنا پڑا تھا۔

"جی پاپا! میں ٹھیک ہوں۔"

"جی مائرہ اور شیرو بھی ٹھیک ہیں؟" افسردگی اس کے لہجے میں گھلی ہوئی تھی جیسے ابھی رو دے گی۔

"طبیعت اچھی ہے تمہاری؟" وہ تشویش سے بولے۔

"جی پاپا! آئی ایم فائن کب تک آ رہے ہیں آپ؟"

"ابھی نہیں۔ پہلے تمہاری... اچھا تمہاری ماما کی طبیعت اب کیسی ہے؟"

وہ جو کہتے کہتے رک گئے تھے۔ اسے اس کی چھٹی حس بخوبی جان گئی تھی۔ درد کی لہری اس کے اندر اتر گئی۔

"جی ٹھیک ہیں اب۔"

"دیکھو ماہی بیٹا! تم گھر میں بڑی ہو سب کا خیال رکھنا تمہارا فرض ہے۔ میں یہاں بیٹھا اپنا لہو پانی ایک کر رہا ہوں کہ تم لوگ خوش رہو۔ تمہیں ہر سہولت میسر ہو۔ اب اگر تم لوگوں کی طرف سے مجھے بے فکری نہیں ہوگی۔ ٹینشن ملے گی تو میں ادھر کیسے ٹھیک طرح سے کام کر سکوں گا۔ تم سمجھ رہی ہو نا میری بات!"

"جی پاپا!"

"تم بڑی ہو اور اب سمجھ دار بھی اس لیے سب کچھ ...... دیکھو بیٹا! اپنی ماما کا خیال رکھو اور تمہیں پتا ہے ڈاکٹر نے سختی سے کہا ہے "انہیں ٹینشن سے بچایا جائے جبکہ ادھر تو...... اچھا شیرو کو بلاؤ۔"

وہ جیسے اس کی "جی پاپا" کی گردان سے اکتا کر بولے تو وہ شیرو کو ریسیور تھما کر پرے ہٹ گئی جو پہلے ہی اس کے سر پہ کھڑا تھا۔ اس کے پیچھے مائرہ کھڑی تھی اپنی فرمائشوں کی لسٹ لے کر۔

"جی پاپا! ان کی طرف سے میرے خیال میں تو دوبارہ کوئی فون نہیں آیا اور نہ کوئی پیغام...... جی میں سمجھ رہا ہوں...... ماما کس لیے ڈس ہارٹ ہو رہی ہیں۔ جی۔"

وہ نظریں ماہی پر جمائے چہرے پر شرارت بھری مسکراہٹ سجائے تار سے کھیلتا بڑے مدبرانہ انداز میں کہہ رہا تھا اور کیا کہہ رہا تھا۔ ماہی سمجھ رہی تھی اس کا جی چاہا۔ ریسیور کے تار سے اس کا گلا دبا دے۔

"اگر یہ اکلوتا نہ ہوتا تو......" اس نے دل میں آہ سی بھری۔

"جی میں سمجھاتا ہوں۔ جی میں کوشش کروں گا۔ ان دونوں کو بھی۔ جی آپ پریشان نہ ہوں۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ ماموں سعید کی طرف سے ابھی تو کوئی دعوت نامہ نہیں آیا۔ ڈیٹ شاید ابھی فکس

نہیں کی انہوں نے فرح کی۔ ماما کو پتا ہوگا۔" مائرہ نے اس کے ہاتھ سے ریسیور جھپٹ لیا تو وہ صوفے پر بیٹھی ماہی کے پاس آ کر گنگنانے لگا۔

"یار ماؤنٹ ایورسٹ! ایک بات سمجھ میں نہیں آتی۔" وہ اس کے پاس بیٹھتے ہوئے بڑے دوستانہ انداز میں بولا۔

ماہی نے ایک چبھتی ہوئی نظر اس پر ڈالی مگر جواب نہیں دیا۔

"مجھ کو کوئی بھی تمہاری کاؤ واک...... سس...... سوری ماما نے بچپن ہی سے سختی سے منع کر رکھا ہے شیرو جھوٹ نہیں بولنا چاہیے۔ کسی کا دل بھی رکھنا ہو تو بھی۔ مجبوری ہے سسٹر......!"

وہ اس کی شعلہ بار نگاہوں سے گھگیا کر بولا۔ "آخر تمہارے پاس کون سی گیدڑ سنگھی ہے جو آتا ہے دوبارہ پلٹ کر نہیں دیکھتا۔ گویا کہ تمہیں دیکھ کر سر پر پاؤں رکھ کر ایسا بھاگتا ہے کہ شہر بھر میں دوبارہ دکھائی نہیں دیتا۔ یار! ایسی ایک پڑی مجھے بھی دے دو۔ سر ہاشمی نے قسم کھا رکھی ہے۔ روز صبح پہلے پیریڈ میں جب تک مجھے پوری کلاس میں کھڑا کر کے اپنی زوجہ کا غصہ مجھ پر نہیں اتار لیتے۔ وہ اگلی کلاس لینے نہیں جاتے۔"

وہ شرارتی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔ اس کی طرف سے متوقع حملے کے پیش نظر اس نے پہلے ہی اپنے بچاؤ کے لیے کشن گود میں بھر لیے تھے مگر پھر حیرت زدہ رہ گیا۔ ماہی رونے کی تیاری کر رہی تھی۔

"تم بھائی ہو یا میرے دشمن؟" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔

"تمہارا ویل وشر اور بس۔" اس نے ہاتھ اٹھا کر گویا اطلاع دی۔

"اتنے ویل وشر ہو تو جا کر کوئی این جی او کھول لو میرے اوپر اپنی یہ جھوٹی ہمدردی نچھاور کرنے کی ضرورت نہیں۔"

"ویسے تم نے اچھا آئیڈیا دیا کیوں نہ ہم کوئی این جی او کھول لیں۔"

"این جی او زبردست مگر کس کی فلاح کے لیے۔"

غربت، تعلیم، منگائی، لوٹ مار، چوری، ڈاکے، کرپشن کس کے خلاف؟" مائرہ فون سے فارغ ہو کر ادھر ہی آ گئی۔

"تو اتنا بڑا مسئلہ ماؤنٹ ایورسٹ تمہارے سامنے بیٹھا ہے اور تم یہ چوہوں جیسے مسائل کے لیے این جی او کھولنے کا سوچ رہی ہو۔ یار کے تو! جتنا گوشت تمہاری ہڈیوں پر چڑھ گیا ہے مجھے لگتا ہے' اس سے دوگنا تمہاری عقل پر بھی منڈھ گیا ہے۔ کیوں ماؤنٹ ایورسٹ!"

شیرو نے داد پانے کے لیے ہاتھ ماہی کے آگے پھیلایا۔ اس نے ہونہہ کہہ کر منہ پھیر لیا۔

ماما اس سے مسلسل ناراض تھیں۔ اتنی دیر تک وہ اس سے کبھی ناراض نہیں رہی تھیں اور ناراض بھی کس بات پر' جس میں اس کا کوئی قصور نہیں تھا... کم از کم وہ تو یہی سمجھتی تھی۔

"شرم کرو۔ بدتمیز! بڑی بہنوں کے ساتھ اس طرح بات کرتے ہیں۔" مائرہ نے شیرو کو ڈرانے کی کوشش کی۔

"ہاں واقعی' بھئی یہ تو بڑی بے شرمی کی بات ہے۔ اتنی بڑی بہنوں کے ساتھ تو بہت ادب کے ساتھ بات کرنی چاہیے۔ اور اتنا ادب بھی میں صرف تم ہی سے سیکھ سکتا ہوں۔ کے تو سکھا دو نا!"

وہ مسلسل مسکرا رہا تھا۔ مائرہ نے بے بسی سے ماہی کی طرف دیکھا۔ وہ دونوں کی بے سروپا باتیں بالکل نہیں سن رہی تھی۔ اس کے چہرے کی اداسی صاف پڑھی جا رہی تھی۔

وہ اٹھ کر وہاں سے چل دی۔

"سخت ٹینشن میں ہے ماؤنٹ ایورسٹ اور اب یقیناً" یہ اپنی ٹینشن ختم کرنے کے لیے کمرے میں جا کر کچھ نہ کچھ ٹھونسے گی۔"

"ویسے شیرو! یہ واقعی زیادتی ہے۔ اس بار تو ماما پاپا دونوں ہی تیار تھے کہ بات بن جائے گی۔ پاپا کے اچھے جاننے والے تھے لڑکے کے باپ اور چچا... پھر پتا نہیں... حالانکہ ماہی اتنی بھی موٹی نہیں..." کہتے کہتے وہ رک گئی۔ شیرو منہ کے آگے ہاتھ رکھے اپنی ہنسی روکنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"موٹو تم۔ پیٹ پٹاری منہ سپاری۔ ہم تینوں سے چار گنا زیادہ کھاتے ہو اور شکل ایسی ہے جیسے برسوں سے اناج کا دانہ نہیں کھایا۔ فاقہ زدہ' مفلوک الحال۔ میرا تو دل کر رہا ہے حکمران غیر ملکی دوروں میں تم جیسے دو چار ساتھ لے جایا کریں تو قسم سے غیر ملکی امداد کے منہ کھل جائیں گے۔"

"میٹابولزم میری جان۔! میٹابولزم کا فرق ہے۔ تم بھی میٹابولزم ایکٹو کر لو پھر جو چاہے۔ ٹھونسو' کھاؤ پیو!" وہ اپنے کالر جھاڑتے ہوئے بولا۔

"تو اور کیا' ہم دونوں تو اتنا کھاتے بھی نہیں اور..."

یکدم وہ ایک دم سے اٹھ کر باہر دوڑ پڑا۔

"کیا ہوا؟ تمہیں کیا ہوا؟" مائرہ حیران ہو کر اس کی طرف بڑھی۔

"ابھی اس کمرے پر آسمان ٹوٹنے والا ہے اتنا بڑا سفید جھوٹ بولنے پر یہ تو ہونا ہی ہے۔ بھئی میں تو اپنا بچاؤ کر لوں۔ اکلوتا لخت جگر ہوں ماما پاپا کا۔"

"شیرو! سنو تو۔ کل ماہی کی برتھ ڈے ہے اور ماما ناراض ہیں وہ اس لیے اتنی اداس ہے۔"

"اس کی اداسی دور کرنا کون سا مشکل کام ہے۔ بیکری کے دس بارہ آئٹم لا کر اس کے سامنے رکھ دو پھر دیکھنا کہاں کی اداسی اور کہاں کا رنج۔ میں جا رہا ہوں۔ میچ ہے میرا' شام کو بات کریں گے۔" وہ کہتے ہوئے باہر نکل گیا۔

"مطلبی جب اپنا مطلب ہوتا ہے تو گھنٹوں سر کھاتا رہتا ہے اور اب میرا دل چاہ رہا ہے تو... پاپا نے ساری فرمائشیں بھی نوٹ نہیں کیں۔ کیسے ناراضی سے بات کر رہے تھے۔ اب ہم دونوں کچھ فربہی مائل ہیں تو ہمارا کیا قصور" وہ خود کو گویا تسلی دے رہی تھی اور "کچھ فربہی مائل" پر خود ہی ہنس پڑی۔

"اب تو واقعی اس کمرے سے نکل جانا چاہیے۔ آسمان ٹوٹ پڑنا مبالغہ بھی نہیں ہو سکتا۔" وہ اٹھ کر اپنے اور ماہی کے مشترکہ کمرے میں آ گئی۔ شیرو کا خیال ٹھیک ہی تھا۔ ماہی کھڑکی میں کھڑی لان کی طرف دیکھتے ہوئے چاکلیٹ کھا رہی تھی۔ وہ افسوس سے سر ہلا کر رہ گئی۔

☼ ☼ ☼

"تو تم نے عظمیٰ کی شادی میں جانے کا فیصلہ کر لیا؟"

آج بہت دنوں بعد مائرہ نے اسے یوں متحرک دیکھا تھا۔ کمرے کے وسط میں کارپٹ پر کھڑی وہ دونوں ہاتھ کمر پر رکھے پنڈولم کی طرح تیز تیز دائیں بائیں کمرے کا اوپر کا حصہ گھما رہی تھی۔ یہ شاید ماما کی خفگی کا ری ایکشن تھا جو اس نے اتنے مہینوں بعد پھر سے ایکسر سائز شروع کر دی تھی۔ گویا اب چھ آٹھ دنوں تک یہ ایکسر سائز اور ڈائٹ کا بھگی پروگرام چلے گا اور جیسے ہی ویٹ مشین کی سوئی پوری ڈھٹائی سے اسی جگہ کھڑی مسکراتی نو نو کرتی دکھائی دے گی۔ ماہی بی بی وہیں ہر قسم کے پرہیز سے ہاتھ اٹھا لیں گی اور پھر...

"میرا ذہنی توازن ابھی درست ہے۔ اس لیے میں ایسا کوئی فیصلہ کیسے کر سکتی ہوں؟" وہ اب ہاتھ بلند ہوا سے اوپر اٹھا کر ہوا میں کوئی نادیدہ شے پکڑنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"تو پھر یہ یکایک خود پر ظلم توڑنے کا ناگہانی فیصلہ کیسے فرما لیا وہ بھی صبح سویرے بلکہ منہ اندھیرے۔" مائرہ نے زوردار جمائی روکتے ہوئے کمبل گردن تک اوڑھ لیا۔

"نہ یہ صبح سویرے ہے نہ منہ اندھیرے۔ آنکھیں کھول کر دیکھو۔ پورے نو بج رہے ہیں۔" وہ اب جھک کر پیروں کے پنجوں کو ہاتھ لگانے کی کوشش کر رہی تھی اور تیسری کوشش میں... جی نہیں ہاتھ نہیں لگے' ماہی بی بی دھڑام سے کارپٹ پر ڈھیر ہو گئیں جیسے کسی نے کپڑوں کا بڑا سا گٹھڑ ایک جگہ رکھ دیا ہو۔ مائرہ کی ہنسی چھوٹی' وہ ماہی کے تین چار تابڑ توڑ ہاتھ مارنے پر بھی نہیں رکی۔

"جاہل! گنوار! اٹھ کر ساتھ نہیں دے سکتی۔ الٹا مذاق اڑا رہی ہے۔ نہ جانے کیا خوش فہمی ہے محترمہ کو۔ صرف دو پوائنٹ ہی تو مجھ سے کم ہے تمہارا وزن اور جس حساب سے بلکہ بے حسابی سے تم گزشتہ دو ہفتوں سے کھا رہی ہو' وہ بھی برابر ہو چکا ہوگا۔ ہائے کتنا مشکل ہے کمبخت یہ ایکسر سائز کرنا بھی۔" وہ اب آلتی پالتی مارے اوپر والے دھڑ کو دائیں بائیں گھما رہی تھی۔

"تمہیں بس یہی ایک ایکسر سائز آتی ہے دائیں بائیں... اگر یہی ایکسر سائز تم سارا دن کھانے پینے کی چیزوں کو دیکھ کر کرتی رہو تو اس جبری مشقت کی بھی ضرورت نہ پڑے۔" مائرہ نے اسے مخلصانہ مشورہ دیا۔

"اپنے بارے میں کیا خیال ہے؟ ایسی ایکسر سائز ذرا اپنے ساتھ کر کے دیکھو تو شاید میں بھی تمہاری تقلید کر سکوں۔" وہ اب گردن جھکا کر نہ جانے کیا تلاش کر رہی تھی۔

"عظمیٰ کی شادی مس کرنے کی چیز تو نہیں ہے۔ ایک تو یوں بھی بے چاری کی مراد منتوں کے بعد تو پوری ہونے جا رہی ہے' وہ کہے گی ہم جل گئے۔"

"جلتی ہے ہماری جوتی۔" وہ اب پشت کے بل لیٹ کر ٹانگیں ہوا میں چلانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"تم اپنی جوتیاں جلاؤ۔ میری تو ساری نئی ہیں۔ ان کو نہ جلاؤ... دیکھو ماہی! اتنے عرصے بعد کوئی فنکشن آ رہا ہے۔ پلیز اسے یوں تنگ نظری اور تعصب کی نظر نہ کرو۔" مائرہ لجاجت سے کہتے ہوئے اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"بھئی میں تو نہیں جانے والی۔ تم کو جانا ہو تو چلی جانا ماما کے ساتھ۔ وہ تو ضرور جائیں گی۔ یہ دیکھنے کہ آخر کون سے آنکھوں کے اندھے تھے جنہیں عظمیٰ بی بی کا نازک سا وجود بھی نظر نہیں آیا۔" وہ اب اٹھ کر گردن پر آئے بالوں کو کیچر میں جکڑنے لگی۔

"یہ تم نے ایکسر سائز کی ہے یا بھاگ دوڑ کا پچھلا ٹریلر تھا۔ ایکسر سائز اب شروع کرو گی۔" مائرہ نے کچھ حیرانی سے کہا۔

"ہمارے ہاں ایک سو ایک فیصد کام اسی طرح ہوتے ہیں کہ بس لگتا ہے بہت کچھ ہو رہا ہے اور ہوتا

کچھ بھی نہیں۔ ٹوٹی سڑکیں' گٹر کے غائب ڈھکن سڑکوں کے بیچوں بیچ پڑے کھڈے اور منہ کھولے وحشت ناک گڑھے اور اعلان ہوتا ہے ترقیاتی کام تیزی سے جاری ہیں۔ تو ہماری ایکسرسائز کا بھی یہی حال ہے پھر یار! میں نے سوچا۔ آج پہلا دن ہے خود کو اتنا کیا تھکانا کہ کل بستر ہی سے نہ اٹھ سکوں۔" وہ اس کے پاس بستر پر نیم دراز ہوتے ہوئے بولی۔

"بس پہلا دن کرتے چھ آٹھ دن گزار دیتا اور پھر ..... مجھ سے نہیں ہوتی یہ ایکسرسائز۔ کوئی فرق نہیں پڑتا کہہ کر چھوڑ چھاڑ دیتا۔"

"یار مائرہ! کیوں نہ ہم جوائن کر لیں۔ بس بھئی۔ میں نے اب فیصلہ کر لیا ہے۔ اس بار اس منحوس چربی کے ڈھیر سے نجات حاصل کر کے ہی دم لوں گی۔" وہ پرجوش لہجے میں اعلان کرتے ہوئے بولی۔

"اپنے ہوش میں میرا مطلب ہے جوش میں شاید تم بھول رہی ہو یہ تمہارا سترہواں کراس کر کے اٹھارواں یعنی سومنات کا مندر ڈھانے کا فکر بھی کراس کر گیا ہے۔ انیسویں..... یار یہ عہد کب کرو گی" وہ ابھی بھی جمائیاں لے رہی تھی۔

"جسٹ شٹ اپ! آئی ایم سیریس تم کہو تم جوائن کر رہی ہو میرے ساتھ؟"

"سوری! مجھے اب جم جا کر جوتے نہیں کھانے۔ چوتھی بار اس کی انسٹرکٹر نے ہمیں اب قصائیوں والی چھری لے کر کاٹ چھانٹ دینا ہے۔ اس کے علاوہ تو کوئی حل نہیں ہمارے اس اوور کوٹ کا۔ سو مٹی پاؤ دفع کرو جس کو پسند کرنا ہو گا تو ہمیں ایسے ہی کر لے گا۔ شادی کے دو تین سال بعد بھی تو ہم نے یہی بن جانا ہے۔ بہتر ہے وہ ہمیں جینوئن حالت میں ہی پسند کرے۔" وہ بے فکری سے بولی۔

"تم دونوں یہیں بستر میں پڑی اینڈتی رہو' ماما اب جوتا' وہی لکڑی والی کھڑاویں لے کر آرہی ہیں۔" شیرو نے کمرے میں جھانک کر انہیں مطلع کیا تو دونوں اچھل ہی پڑیں۔ آج کل ماما کے موڈ سے کچھ بھی بعید نہیں تھا۔

"ماما! کل آپ نے پاپا سے بات نہیں کی تھی۔ وہ آپ کا پوچھ رہے تھے؟" مائرہ نے ماہی کے اترے ہوئے چہرے کو دیکھ کر ماما کی توجہ اس سے ہٹانا چاہی' اس کے آگے بلیک ٹی اور چوکر کے دو رسک پڑے تھے جنہیں دیکھ کر وہ سوچ رہی تھی کہ کھائے یا پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دے' وہ دودھ کے بغیر چائے نہیں پی سکتی تھی۔ ماما جانتی تھیں پھر بھی..... اسے بغیر پلاننگ کے رونا آرہا تھا۔ شیرو اور مائرہ کن انکھیوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا رہے تھے۔

"کر لی تھی بات میں نے۔ ہماری آپس کی باتیں کون سی رہ گئیں۔ ایک ہی ٹاپک ہوتا ہے جو جونک کی طرح ہمارا خون چوستا رہتا ہے۔" ماما کا سرد لہجے میں یہ کہنا تھا اس کے آنکھوں سے ٹپ ٹپ دو آنسو گرے اور سوکھے رسک کو سیراب کرنے لگے۔

"ماما! کل ماہی کی برتھ ڈے ہے۔ ڈنر کہیں باہر کر لیں۔" مائرہ کو نئی سوجھی اور ماما کے چہرے پر زلزلے کے آثار نمودار ہو گئے چند لمحے لب بھینچے ساکت سی بیٹھی رہیں۔

"پچیس..... پچیس سال کی ہو جائے گی ماہی اور چھبیسویں میں..... میرے خدایا!" وہ سر دونوں ہاتھوں میں گرا کر بیٹھ گئیں۔ شیرو نے زور سے مائرہ کے پیر پر اپنے بھاری بوٹ والا پاؤں مارا وہ سی کر کے رہ گئی۔

"سارہ' امینہ' روحی' فروا' حنا' تہمینہ اور اب یہ عظمیٰ سب کی سب اس سے سال دو سال چھوٹی یا ہم عمر تھیں اور سب کی سب ایک دو بچوں کی مائیں بن گئیں۔ خاندان میں اس کی عمر کے کئی لڑکے موجود تھے۔ ماں باپ پھر بھی ہمارا منہ دیکھ کر دبے لفظوں میں اظہار پسندیدگی کرتے رہے۔ لیکن لڑکوں نے خود منہ پھاڑ کر انکار کر دیا کہ ہمیں بیوی چاہیے بھینس نہیں۔ اللہ جانے کہاں کی بھوک تم دونوں کے معدوں میں اتر آئی ہے کہ پیٹ بھرتا ہی نہیں اور اب تیسری بھی تم دونوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے چھوٹی سی پہاڑی تو بن ہی رہی ہے۔"

ان تینوں کے منہ سے بے اختیار ہنسی چھوٹ گئی۔

مدحت کا قد ان دونوں سے کم تھا۔ "چھوٹی پہاڑی" ماما نے اچھا خطاب دیا تھا اسے۔ وہ یہاں موجود ہوتی تو یقیناً رونے لگتی۔

"پہلے ہم خوش ہوتے تھے کہ ہماری بچیاں صحت مند ہیں۔ اچھی گروتھ ہو رہی ہے اچھے قد کاٹھ کی نکلیں گی۔ ہمیں کیا معلوم تھا کہ قد کاٹھ تو نکل آئے گا مگر ہر وقت منہ چلانے کی بیماری لگ جائے گی۔ کالج جانے تک پھر بھی کچھ کنٹرول میں رہیں اب جب سے گھر بیٹھی ہیں مائی گاڈ۔ ایک آدھ سال اور گزر گیا تو۔ تم دونوں آج سے ڈائٹنگ شروع کر دو بس۔" وہ جیسے چھری سی لے کر سیدھی ہوئیں۔

"ماما پلیز! اچھا آپ ٹینس نہ ہوں۔ ہم کریں گے۔" مائرہ نے گویا انہیں بہلا دیا' وہ ٹھنڈا سانس بھر کر رہ گئیں۔

پھر خاموشی سے ناشتہ ہونے لگا۔

ماہی اسی طرح بیٹھی تھی۔ بلیک ٹی کے عمیق اندھیروں کو یک ٹک گھورے جا رہی تھی۔

"ماما! دیکھیں یہ شہناز کی بچی ابھی تک نہیں آئی۔ دس بجنے کو ہیں' اس نے روز دیر سے آنے کو معمول بنا لیا ہے۔" مائرہ خود بھی کسی چیز کی ٹینشن کم لیتی تھی اور دوسروں کو بھی نہیں لینے دیتی تھی۔

"نہ شہناز آئے گی آج سے نہ اس کی کوئی بچی۔" ماما چائے کے گھونٹ بھرتے ہوئے بے رخی سے بولیں۔

"مطلب اس نے آج پھر چھٹی ماری ہے۔ کیا مصیبت ہے؟" مائرہ جھلائی۔

"اس نے چھٹی نہیں ماری بلکہ میں نے اسے دو ماہ کی رخصت پر بھیج دیا ہے تنخواہ کے ساتھ۔"

"رخصت کر دیا؟ مگر ماما وہ تو شادی شدہ تھی آپ نے ماہی اور مائرہ کی جگہ اسے رخصت..... مگر کس کے ساتھ۔ اس کا وہ وحشی بھتنا سا میاں کیا نام ہے اس کا پیر محمد' ماما! اپنی کھٹارا ویگن سمیت آپ پر چڑھ دوڑے گا یہ کیا کیا آپ نے اور وہ احمق عورت میرڈ ہوتے ہوئے دوبارہ از خود رخصت ہو گئی۔ ان بلیو ایبل کیوں ماہی؟"

شیرو حیرت سے بولتا چلا گیا۔

"اور آج سے تم دونوں سب کام کرو گی۔ سارے گھر کی' لان کی صفائی' برتن' کوکنگ' کپڑوں کی دھلائی' استری اور سب دوسرے کام۔ سن لیا تم دونوں نے؟" انہوں نے شیرو کو نظر انداز کرتے ہوئے سرد لہجے میں ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"آں..... ہاں..... کیا.....!" ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ مائرہ پر کسی اچانک دھچکے نے ایسا خوفناک اثر کیا تھا کہ اس کے منہ سے 'آں ہاں' کے سوا کچھ نکل ہی نہیں سکا تھا۔ اس نے مشکوک نظروں سے ماما کی طرف دیکھا۔

"جو میں نے کہا ہے اس پر حرف بہ حرف عمل ہونا چاہیے۔ بہت لحاظ کر لیا میں نے تم دونوں کا۔ اب برداشت نہیں کروں گی اوٹنگے بونگے لوگوں کی باتیں۔ غضب خدا کا' کس چیز کی کمی ہے۔ نہ شکلیں بری نہ تعلیم میں کمی نہ روپے پیسے' فیملی بیک گراؤنڈ میں کوئی کمی اس کھانے اور بے تحاشا کھانے کی لت نے اس حال کو پہنچا دیا ہے کہ تیئیس چوبیس سال کی عمروں میں تیس بتیس سال کی دکھائی دے رہی ہیں۔ دو چار سال اور گزر گئے..... تمہارے پاپا نے مجھے وارن کیا ہے اور میں..... بس ناشتہ ختم کرو اور اٹھ کر لگ جاؤ دونوں۔" وہ سفاک لہجے اور اجنبی انداز میں کہتی چلی گئیں۔

"ماہی پر تو جیسے دوہرا صدمہ ٹوٹا تھا۔ ایک تو ناشتہ نہیں ملا (وہ ایسے فضول ناشتے سے بھوکا رہنا بہتر سمجھتی تھی) دوسرے سارے گھر کی جبری مشقت' وہ بھی چوبیس گھنٹے۔ شہناز کے بغیر..... اف۔" اس کے دماغ میں جیسے جھکڑ سے چل رہے تھے۔

"اور پاپا کی وارننگ بھلا کیا کہا ہو گا پاپا نے.....؟" اس نے ڈوبتے ذہن کے ساتھ سوچنا چاہا' اسی سال دو چار ماہ میں ماہی کو کہیں بھی دفع کر دو۔ لیکن میں اتنی بھاری ہو گئی اپنے ماں باپ پر..... بھاری تو ہو گئی ہوں۔ اب کیا کروں اس میں میرا کیا قصور ہے اگر میری ہڈی چوڑی ہے میری فزیک اس طرح کی ہے کہ پانی پیو تو وہ بھی گھی کی طرح لگتا ہے۔ اس شیرو کو دیکھو ایک ایک ٹائم میں بریانی نان کوفتے نہ جانے کیا کیا ٹھونس جاتا ہے

اور شکل ایسی ہوتی ہے جیسے برسوں سے کھانے کی شکل نہیں دیکھی اور ماما۔ ایسے بی ہیو کر رہی ہیں جیسے ابھی مجھے ہاتھ پکڑ کر ادھر سے دھکا دے دیں گی۔۔۔ دنیا بھی دیکھیں اگر انہیں کوئی۔۔۔ کوئی بھی راہ چلتا آنکھ کا اندھا ہا شا مجھے قبول کرتا مل جائے۔ ایک سیکنڈ کی دیر نہ لگائیں۔ ایسی زندگی سے تو موت اچھی کل میری برتھ ڈے ہے اور گفٹ کیا ملا ہے سارے گھر کی صفائی ستھرائی اور ماما کی تضحیک آمیز نظریں۔۔۔ مجھے زندہ نہیں رہنا۔ ایسی شرمناک زندگی سے مرنا اچھا۔" ایک بار پھر موٹے موٹے آنسو اس کی آنکھوں سے ٹپکنے لگے تھے۔

"یہ بن بادل کی بے کار برسات بعد میں میری بہنا! ڈائننگ ٹیبل سے ناشتے کے برتن اٹھاؤ اور کچن صاف کرو ورنہ ماما کی جلالی طبیعت۔۔۔ چہ چہ۔۔۔ ماؤنٹ ایورسٹ! میں تمہارا دکھ سمجھ سکتا ہوں ہمدردی بھی کرنا چاہتا ہوں مگر ماما کے سامنے اس وقت کوئی سفارش نہیں کر سکتا۔ ساری فوجیں اٹھیں اور جت جائیں جیسے اچھے کھانے دیکھ کر اندھا دھند صاف کرنے میں جت جایا کرتی ہو۔ ہائے۔"

شیرو اس کے ڈائننگ ٹیبل پر دھرے سر پر چپت لگاتا باہر نکل گیا۔ ماما پہلے ہی جا چکی تھیں۔ سائرہ بھی بے بس سی بیٹھی نہ جانے کیا سوچ رہی تھی۔ شاید ماما کو منانے کا کوئی طریقہ۔۔۔

☆ ☆ ☆

"کوئی ترکیب آئی سمجھ میں؟" وہ ابھی کپڑوں کا ڈھیر۔۔۔ دھونے کے بعد آئی تھی۔ وہ تو پچھلے لان میں بندھے تاروں پر پھیلانا چاہتی تھی مگر ماما نے کسی سنگ دل تھانے دارنی کی طرح اسے ٹوکری اٹھا کر اوپر ٹیرس پر جا کر کپڑے پھیلانے کو کہا۔ اس نے بہتیری رونے والی شکل بنائی کمر پر ہاتھ رکھ کر دوہری چوہری بھی ہوئی ہائے وائے بھی کیا۔ بھاری ٹوکری ایک ایک زینے پر رکھ کر سانس بحال کرنے کی کوشش بھی کی مگر ماما کو اس پر ذرا ترس نہیں آیا۔

"کپڑے اوپر ہی ڈال کر آؤ۔ ایک تو یہاں سے دھوپ جانے والی ہے۔ دوسرے سیڑھیاں چڑھنا اترنا سب سے اچھی ایکسرسائز ہے۔"

"ماما! ڈرائر کام نہیں کر رہا۔ شیرو کو بھیج کر کسی مکینک کو بلا دیں۔" اس نے بے بسی سے کہا۔ اس طرح کچھ سہولت ہو جائے گی پانی میں بھیگے کپڑوں کو اوپر اٹھا کر لے جانے میں۔"

"اس وقت کون ملے گا؟" انہوں نے بے نیازی سے کہا جیسے یہ بھری دوپہر نہیں کالی رات ہو اور باہر بلیک آؤٹ ہو۔ اسے تو لگا ماما نے جان بوجھ کر ڈرائر خود خراب کیا ہے اور اب۔۔۔

جب وہ کپڑے دھو کر آئی تو مائرہ بیڈ پر چت لیٹی چھت پر کچھ تلاش رہی تھی۔

"ماہی! میرے ہاتھ اور کمر میں اتنا درد ہو رہا ہے۔ سارے گھر کی صفائی۔ ہائے کبھی مجھے اتنا فخر ہوتا تھا کہ ہمارا اتنا بڑا گھر ہے اور آج صفائی کے دوران میں نے اس بار اللہ سے دعا کی کہ ہمارا کوئی دو کمروں کا گھر ہوتا تو آج مجھے یوں ہلکان نہ ہونا پڑتا۔ دس بار ماما سے کہا وہ بھی کیا کہ ڈائٹنگ کریں گے ہم بھی جائیں گے۔ دن ان کے پاس بھی نہیں پھٹکیں گے۔ چٹنی چاول چپ۔ مگر ماما تو جیسے کچھ سن ہی نہیں رہیں۔ ہائے شیرو کی منت کر کے اسے شہناز کے گھر بھیجیں؟ وہ آجائے تو شاید۔۔۔ ہائے ماما کیسی پتھری ہو گئی ہیں۔ اس دن جو کمبخت رشتہ دیکھنے والی آئیں تو ماما کے کانوں میں نہیں کیا پھونک گئیں کہ ماما تو سر تا پا پتھری ہو۔۔۔ ورنہ ماما اور ہم پر اتنا ظلم ناممکن اور تو اور مدحت و کالج سے آتے ہی دوبارہ سارے گھر کی ڈسٹنگ حالانکہ صبح میں کر چکی تھی اور صبح صبح اٹھنا بھی پڑا ہے۔ کام سارا دن ختم نہیں ہوتے۔ میری تو سمجھ میں نہیں آتا۔ شہناز اکیلی صرف اپنی چودہ سالہ بیٹی کے ساتھ کیسے سارے گھر کا کام کرتی تھی۔ یہ تو بہت مشکل ہے۔" وہ سر پکڑے اپنی داستان غم سنا رہی تھی۔

اور کھانے دیکھو کون کون سے پکوا رہی ہیں۔ روز

دال اور گھی تیل کے بغیر سبزی۔ نہ چاول نہ سویٹ ڈش اور روٹی صرف ایک' وہ بھی اتنی ہلکی کہ چوتھے نوالے پر ختم۔ بھوک بھی نہیں مٹتی۔ اگر ہماری الماریوں میں چاکلیٹ' بسکٹ' چپس نہ ہوتے تو شاید ہم فاقے سے ہی مرجاتے۔" ماہی بھی فریادی انداز میں بولی۔

"اور یہ سب کھانے کے بعد ماما کی ڈائٹنگ پلس بیگار سے کچھ حاصل نہیں ہونے والا۔ ان چاکلیٹس میں کتنی کیلوریز ہوتی ہیں۔ اگر ماما پڑھ لیں تو اپنے مشن کو خدا حافظ کہہ ڈالیں۔"

"ویسے یار! چیک تو کریں۔ مجھے لگتا ہے ان تین دنوں میں میرے وزن میں خاطر خواہ کمی واقع ہوئی ہے۔"

"ماشاء اللہ' چھ سالوں کی چربی تین دن میں پگھل جائے گی مجھے لگتا ہے جسم پر تو تمہارے کچھ خاص اثر ہوا ہو یا نہیں دماغ پر اچھا خاصا ہو گیا ہے۔" مائرہ چڑتے ہوئے بولی۔

"ہاں مجھے بھی لگتا ہے۔ پر میرا جوڑ جوڑ ہل گیا۔ دماغ بھی ہل گیا ہو' کیا کہہ سکتی ہوں۔" اس نے فوراً ہی ہتھیار ڈال دیے۔

"ہائے اتنا دل کر رہا ہے فاسٹ فوڈ کو یا ہوٹلنگ کی جائے۔ تمہاری برتھ ڈے آئی اور ماما نے اس دن وہ کالے چھلکوں والی آئی ڈونٹ نو کیا نام ہے اس لیس دار تھچی دال کا وہ پکائی' بغیر گھی' آئل کے۔ کوئی تصور کر سکتا ہے گھی کے بغیر دال کا — اف جب میں ڈائننگ ٹیبل پر جاتی ہوں۔ ایمان سے میرا سر چکرانے لگتا ہے۔ اتنا بڑا باؤل سلاد کے نام پر جانوروں کی طرح مولیاں' پتے' کھیرے اور نہ جانے کیا کیا پہلے ان کو چھوڑ — پورے ڈائننگ ٹیبل پر لگتا ہے تین گھوڑیاں بیٹھی ہیں۔ اگر پہلے مجھے اس دن کی سختی کا علم ہوتا قسم سے میں چار سال پہلے ہی خودکشی کر چکی ہوتی۔"

مائرہ کی حالت اس سے بھی بری تھی۔

"تو اب کر لو۔ کون سی دیر ہو گئی ہے۔ میں تو کئی بار عملی کوشش بھی کر چکی ہوں۔" وہ مایوسی سے بولی۔

"ہائیں کوشش..... ناکام یا کامیاب — اور مجھے کیا کسی کو بھی پتا نہیں چلا۔ ماہی! یہ تم ہو یا تمہاری روح — مریار! مرنے کے بعد بھی تم اسی طرح موٹی تازی ہو اگر روح پر بھی ایسی چربی گوشت چڑھا ہوتا ہے تو دفع کرو مرنے کو وہاں بھی سارے ڈھانچے اور روحیں ہمارا مذاق ہی اڑائیں گی۔ ہم زندہ ہی اچھے۔" وہ ایک آہ بھر کر رہ گئی۔

"تو کھلا چھوڑ دے گی دروازہ تو غلط ہے یہ تیرا اندازہ — یہ گوشت تیرا جسم چھوڑ جائے گا — میں قسم سے سچ مچ یہ شہر کیا دنیا چھوڑ جاؤں گا۔ میری چٹان سی بہنوں! اپنے اکلوتے بھائی کو یہ خوشی دے ہی ڈالو۔ قسم سے صرف میں نہیں مینا' شنا' زری' نوشی ہم سب تمہارے کچھ اسمارٹ ہو جانے کی روزانہ باجماعت پہلا پیریڈ اسٹارٹ ہونے سے پہلے دعا کراتے ہیں۔"

"کیوں ان کو کیا تکلیف ہے ہمارے پھیلنے یا سکڑنے سے؟" مائرہ تڑپ کر بولی۔ ایک تو شیرو کی انٹری ایسی ہی ہوتی تھی اچانک۔

"سمجھا کرو یار کے نو..... یہ چوٹیاں' سر دھول گی تب — وہ سر کھجانے لگا۔ "ہائے وہ دن تو خدا جانے کب آئے۔ اپنے سہرے کے پھول لگتا ہے سفید چادر پر ہی کھلیں گے۔" وہ حسرت بھرے انداز میں بولا۔

"ہائے واوے" آج مینو میں کیا ہے؟"

"دیکھ لو خود ہی کچن میں جا کر آج ماما جان خود ہی کچھ کر رہی ہیں۔ میں تو ابھی سارا محل چمکا کر آئی ہوں اور ماہی دھوبی گھاٹ سے آ رہی ہے۔ اب تو ڈائننگ ٹیبل تک جا کر پتے چرنے کی بھی ہمت نہیں ہے۔ ماما سے کہنا پلیز ہمارا چارہ ہمیں یہیں دے جائیں۔" وہ نڈھال سی صوفے پر گر گئی۔

"چچ چچ — یہ دن بھی آنے تھے کے نو۔ یار اپنی ماؤنٹ ایورسٹ کو تو دیکھو جیسے مرجھایا ہوا گوبھی کا پھول' چچ چچ —" وہ شاید ان کی حالت کا مزہ لے رہا تھا۔

"تمہیں کس نے انوائٹ کیا ہے ادھر گوبھی آلو کے پھول سونگھنے کے لیے۔ دفع ہو جاؤ یہاں سے۔" مائرہ زور سے دھاڑی۔

"ہو جاؤں دفع مائی ڈیئر کے نو؟" وہ ایک دم سے پیچھے چھپا ہوا ہاتھ آگے کرتے ہوئے بولا تو دونوں کی چیخ گھٹتے گھٹتے رہ گئی۔

اس کے ہاتھ میں پڑا کا فل سائز پیک تھا۔

"مائی گاڈ شیرو! میرے پیارے شیر علی بھائی! ہاؤ سویٹ آر یو اینڈ ہاؤ کائنڈ آر پلیز..... آؤ نا بیٹھو۔ ادھر کیوں کھڑے ہو؟" وہ دونوں اسے پیار بھری نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔

وہ لبوں سے پھوٹتی ہنسی کو دبائے سر ہلائے جا رہا تھا۔ "سب سمجھتا ہوں تمہارے پیار دلار کو — تمہاری محبت' نفرت' خوشی' غم سب تمہارے پیٹوں آئی مین معدوں سے وابستہ ہے۔ شرم کرو ڈائٹنگ پر ہو تم دونوں' ماما کی تین دن کی محنت پر پانی پھیر رہی ہو۔" اس نے کہتے ہوئے ڈبہ سینٹرل ٹیبل پر رکھ دیا اس کی بک بک سننے کی فرصت ہی کسے تھی۔

کیسی توانائی بھری تھی جسم کے اندر کہ آنکھیں جیسے نشے سے بند ہوتی جا رہی تھیں۔

"کھایا طعام' پایا آرام' کیوں ماؤنٹ ایورسٹ؟" شیرو نے خالی ڈبے کو شاپر میں مروڑ تروڑ کر گھساتے ہوئے کہا۔

"بکو نہیں' تم نے ہر وقت کا میرا نام ہی بنا لیا ہے۔ بڑی بہن ہوں تمہاری۔" وہ اسے آنکھیں دکھاتے ہوئے بولی۔

"زبردست' یہ کی نا انکل سام والی بات — بڑی بہن نہیں بڑی مطلبی ہوں میں یہ کہو نا۔ سچ کہنے میں شرمایا نہیں کرتے ماؤنٹ ایورسٹ!"

"چلو بھئی آ جاؤ لنچ تیار ہے۔ سو تو نہیں گئیں تم اور — شیرو! تم کب آئے؟" ماما نے اچانک دروازہ کھول کر کہا تو شیرو نے ہاتھ میں پکڑا شاپر ٹانگوں کے پیچھے کھسکا دیا۔

"نہیں ماما! بس سونے لگے ہیں۔ ذرا نیند آ رہی ہے۔" مائرہ فوراً بولی۔

"بھئی اب سونا نہیں۔ آج میں نے تم لوگوں کے لیے بڑی زبردست گرانڈ فش بنائی ہے۔ تم شیرو! بھاگ کر بہنوں کے لیے ڈائٹ سپرائٹ لے آؤ۔ اتنے میں مدحت سلاد بنا لیتی ہے۔ وہ بھی کالج سے آ گئی ہے۔" ماما نے ان تین دنوں میں پہلی بار اتنے ملائم لہجے میں بات کی تھی۔

"گرانڈ فش۔" دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

"ارے فکر کاہے کی۔ اتنا ایریا ہے' ابھی بہتیری جگہ خالی ہوگی اتنے بڑے معدے میں۔ بے چارہ پیزا تو ایک طرف سکڑ کر پڑا ہوگا۔ ہمت کرو شیر کی بہنو!" وہ ان کی نگاہوں کا مطلب سمجھتے ہوئے انہیں اکسانے والے انداز میں بولا۔

"ماما! بھوک نہیں ہے' ابھی سو کر اٹھے....." ماہی نے ابھی یہی کہا تھا کہ شیرو دھڑام سے نیچے گر پڑا۔

"ماما! میں یہ کیا سن رہا ہوں۔ اس صدی کا حیرت انگیز ناقابل یقین جملہ۔ ان دونوں کو بھوک نہیں ہے۔" وہ صوفے پر لڑھکتے ہوئے بولا۔

"شیرو! فضول حرکتیں نہیں۔ اٹھو اور جو میں نے کہا ہے وہ کرو اور تم دونوں نے ابھی اتنا کام کیا ہے تو بھوک کیوں نہیں۔ فاقے کی ڈائٹنگ میں نہیں کرنے دوں گی۔ کھانا کھا کر تو ذرا مارکیٹ چلو۔ عظمیٰ کی شادی کے لیے تھوڑی بہت شاپنگ کر لو۔ میں انتظار نہیں کروں گی۔ بس جلدی سے آ جاؤ۔" وہ انہیں کہتے ہوئے باہر نکل گئیں۔

"چلو گرانڈ فش کی تو کوئی بات نہیں۔ گنجائش نکل ہی آئے گی مگر "چارہ" آج میں نہیں کھاؤں گی۔ شاپنگ کا لالچ نہ دیتیں ماما تو آج مجھے یہاں سے کوئی مائی کا لال نہیں اٹھا سکتا تھا۔" مائرہ اٹھتے ہوئے بولی۔

"ہاں' بے چارہ ایسا کون سا مائی کا لال بہادر ہوگا۔ وہ بھی کرین ہی سے مدد لے گا۔" شیرو سر ہلاتا اس سے پہلے باہر نکل گیا۔

"بہت بدتمیز ہو گیا ہے یہ شیرو! میں ماما سے اس کی شکایت کروں گی۔"

"کر دیکھو' الٹا اپنی کرتوتوں کا حساب نامہ کھل جائے گا۔ آج کل ماما کے سامنے ہر سیدھی بات کرنے کا

نتیجہ اتنا نکل رہا ہے۔ دیکھ تو چکی ہو۔" ماہی کچھ افسردگی سے کہتے ہوئے اس کے پیچھے نکلی۔

"تمہیں کیا مصیبت ہے یار! انجوائے کرو۔ ماما ڈائٹنگ کروا رہی ہیں اور ہم اوور ڈائٹ کر جاتے ہیں۔ کیا فرق پڑتا ہے اور ماما کوئی کسی دشمنی یا ناراضی میں تھوڑا ایسا کر رہی ہیں۔ ہماری بہتری کے لیے ہی تو کر رہی ہیں۔" مائرہ نے اس کی اداسی بھانپتے ہوئے کہا۔ وہ ماہی کی چپ کو کئی دنوں سے نوٹ کر رہی تھی۔

"یہ ہماری بہتری نہیں' ان کے مسئلے کا حل ہے' اسی لیے وہ اتنی سختی کر رہی ہیں۔ میں تو ان کے لیے بہت بڑا مسئلہ بن گئی ہوں۔ تمہارے سامنے ہے اب میں کتنا کھاتی ہوں۔ اب جسم ہی ایسا پھولنے والا ہے تو میں کیا کروں؟ کتنے زمانے ہو گئے' کبھی پراٹھا نہیں کھایا۔ سموسے سے پرہیز کالج کے زمانے سے شروع ہو گیا تھا۔ فاسٹ فوڈ مہینوں بعد' واک بھی کرتی ہوں اور کام بھی۔ اس کے باوجود۔۔۔ اور لوگ اس طرح مذاق اُڑاتے ہیں' باتیں کرتے ہیں جیسے۔۔۔" وہ رونے کو تھی۔

"جیسے موٹوں کے سینوں میں دل نہیں ہوتے۔ ہوتے بھی ہیں تو بے چارے چربی کی اتنی تہوں کے نیچے دبے ہوئے ہیں۔ سو کسی کو محسوس بھی نہیں ہوتی ان کی موجودگی۔ ہے نا۔"

مائرہ یونہی بات کو چٹکیوں میں اڑایا کرتی تھی جبکہ ماہی کسی بھی دل دکھانے والی بات کو دل سے لگا کر گھنٹوں کڑھتی رہتی اور اس کڑھنے کے باوجود اس کے وزن میں کوئی خاطر خواہ کمی نہ ہوتی کیونکہ ڈپریشن ہوتا یا فرسٹریشن اور وہ بالکل لاشعوری طور پر کچھ نہ کچھ کھانا شروع کر دیتی۔ ڈرائی فروٹ' پاپ کورن' چپس' نمکو' چاکلیٹ' بسکٹ' کوکیز ان چیزوں کی گھر میں نہ کمی تھی' نہ کمی کرنے کے بارے میں کبھی سوچا گیا تھا۔ اب بھی انہیں ڈائٹنگ تو کروائی جا رہی تھی مگر ان چیزوں کی فراوانی میں کوئی کمی نہیں آئی تھی۔

* * *

اس کی زوردار چیخ سن کر مائرہ تقریباً دوڑتی ہوئی اندر آئی تھی۔

"کہاں ہے' بھاگ گیا' کدھر؟" وہ بوکھلائی ہوئی کمرے کی چوکھٹ پہ کھڑی ہو کر متلاشی نظروں سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے بولی۔

"کون۔۔۔ کون بھاگ گیا؟" ماہی نے حیرانی سے پوچھا تو مائرہ نے اسے دیکھا۔

"چوہا' جسے دیکھ کر تم یوں چلائیں جیسے موت کے ہرکارے کو دیکھ لیا ہو۔"

"احمق! چوہا نہیں۔ دیکھو۔۔۔ دیکھو میرا ویٹ' پورے تین کلو کا فرق۔۔۔ مائی گاڈ! مجھے یقین نہیں آ رہا۔ آئی ایم آف ایٹی فور۔ تمہارے قریب ترین پہنچ گئی ہوں۔ دیکھو آ کر۔۔۔" وہ بے حد پُرجوش ہو رہی تھی۔

"ایٹی فور وزن تمہارے پانچ فٹ پانچ انچ کے لیے تمہارا خیال ہے آئیڈیل ہو گیا؟" مائرہ کچھ طنز سے بولی۔

"میں نے یہ کب کہا جل ککڑی' مگر دیکھو' میرا ٹانٹی تھا' یاد ہے لاسٹ سیزن میں اور اب ایٹی فور یعنی سال بھر میں سکس کے جی کم ہوا۔ واٹ اے پروگریس۔"

"واٹ اے پروگریس۔ ماشاء اللہ سال بھر میں۔ ایک مہینے میں آدھا کلو کا فرق۔ ابھی دیکھنا دو ماہ میں چار کلو بڑھ بھی جائے گا۔" ماہی کو لگا اسے ذرا خوشی نہیں ہوئی ہے۔

"جی ایکسپرٹس کہتے ہیں جتنی دیر میں وزن گرے گا' اتنی دیر میں لوٹے گا اور یار! میں نے تو پچھلے چھ ماہ سے ویٹ کرنا ہی چھوڑ دیا تھا۔ کیا فائدہ فرق ہی نہیں پڑ رہا تھا۔ تین بار جم جوائن کیا' سال بھر میں برابر پھر ہومیو پیتھ کا کورس' ٹائیں ٹائیں فش اور وہ جو اتنے مہنگے ڈائٹ پلان لاتے رہے ایلو پیتھی کے' جب تک کھاتے رہو' سوئی پیچھے پیچھے ہوتی جائے۔ بعد میں۔۔۔ میں تو سخت فیڈ اپ ہو گئی تھی۔ جب بھی کوئی فنکشن آتا' پچھلے فنکشن کے کپڑے جسم پر چڑھتے ہی نہیں تھے۔ ماما نئے بنوا کر نہ دیتیں اور قمیصیں کھلی کرتے کرتے آخری سلائی کو چھو جاتیں۔" وہ بہت پرجوش ہو رہی تھی۔

"اب کیا تمہیں پچھلی عید کا جوڑا آ جائے گا۔"

"امید تو ہے' ابھی عظمیٰ کی شادی میں پورے چار دن پڑے ہیں۔ میں صرف پروٹین ڈائٹ پر رہوں گی' دیکھنا فرق پڑے گا۔ ہائے وہ کیسا دن ہوگا میری زندگی میں جب یہ سوئی سیونٹی پر آ جائے گی۔ شاید میں خوشی سے مر ہی جاؤں۔ تم آؤ ذرا۔" اس نے مائرہ کو کھینچ کر ویٹ مشین پر کھڑا کیا۔

"چھوڑو' میں نہیں کرتی۔ میں کون سا کچھ کر رہی ہوں۔ اتنا کچھ تو کمرے میں آ کر کھاتے ہیں۔ ماما کے سارے پلان پر پانی پھیر دیتے ہیں۔ ہائیں۔" ایک زوردار چیخ اس کے منہ سے نکل گئی۔

"ماہی۔۔۔ واٹس سیونٹی ایٹ دیکھو۔ مائی گاڈ۔۔۔ یاد ہے نا میرا لاسٹ ویٹ ایٹی ٹو تھا۔ یوں چار کلو کم ہو گیا۔ واؤ۔۔۔ واؤ۔" وہ مشین پہ کھڑے کھڑے ڈانس کرنے لگی۔

ماہی اب مشین کو گھور رہی تھی۔ وہ تو خوش ہوئی تھی کہ مائرہ کے ایٹی ٹو سے صرف دو پوائنٹ پیچھے اب پھر اسے چار پوائنٹ کا ٹارگٹ مل گیا تھا۔

"میرے خدا! لگتا ہے زندگی اسی طرح پوائنٹس کے پیچھے بھاگتے گزر جائے گی۔ نہ دل والے آئیں گے' نہ ہم دلہنیا۔۔۔" اس نے بے اختیار اپنی زبان دانتوں کے نیچے دبائی اور چور نظروں سے ادھر اُدھر دیکھا اور باہر نکل گئی۔

* * *

"سستے آٹے کے حصول کے لیے عوام کی لمبی لمبی قطاریں۔۔۔ دوسری طرف گھی کے دام آسمان سے باتیں کرنے لگے۔ گھی کے لیے عوام کی دوڑیں۔ ماما! سن رہی ہیں آپ؟" شیرو نے تیسری بار جب یہ دونوں خبریں دُہرائیں تو مائرہ چیخ کر ماما سے بولی جو بے نیاز سی بیٹھی چائے پی رہی تھیں۔

"سن رہی ہوں۔" وہ بھی اسی طرح بولیں۔

"اور یوں کسی بھونڈے نیوز کاسٹر کی طرح پٹی ہوئی خبروں کو چبا چبا کر پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ عوام پہلے ہی آٹا اور گھی سے اعلانِ لاتعلقی اختیار کر چکے ہیں۔ کیوں ماہی!"

اس نے چوکر کی بریڈ ٹونگتی ماہی کو شاملِ گفتگو کرنا چاہا۔ اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"افسوس۔۔۔ وہ کیا بے چارہ کہتا ہے شاعر۔ کی میرے قتل کے بعد ہائے اس نے جفا سے توبہ ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا۔ اب کیا فائدہ لاتعلقی اختیار کرنے کا جب فلور ملیں اجڑ گئیں اور آئل۔۔۔"

"شیرو! تم ضرورت سے زیادہ زبان چلانے لگے ہو۔ تم تینوں نے کل کے **فنکشن** میں جانے کے لیے اپنے کپڑے تیار کر لیے ہیں سب؟"

"جی ماما!" مدحت فوراً بولی۔

"مہندی میں نہیں جاؤں گی۔ لڑکیوں کا **فنکشن** ہوتا ہے۔"

"لڑکیوں کا؟" شیرو نے "لڑکیوں" کو کھینچ کر لمبا کیا اور مسکرانے لگا۔

"شیرو!" ماما نے پھر تنبیہہ کی۔ "چلو خیر ہے۔ پرسوں بارات ہی میں چلنا اور آج تم دونوں اپنی دوست حنا کے پارلر میں چکر لگا آنا ضرور۔"

"کیا ادھر بھی جھاڑو پھروانا ہے ماما!" شیرو کی زبان میں پھر کھجلی ہوئی تو ماما اسے گھورنے لگیں۔

"یہ جو کچھ میں کر رہی ہوں' تم تینوں کی بہتری کے لیے کر رہی ہوں۔ بیٹیاں نہ بری ہوتی ہیں' نہ بھاری مگر یہ ایسی نعمت ہے کہ ماں باپ چاہیں بھی تو ساری زندگی انہیں اپنے گھر میں نہیں رکھ سکتے' ورنہ میری جان' کون اپنے جگر کے ٹکڑوں کو دوسروں کے حوالے کرنا چاہے گا۔ میرا تو اس دن کا سوچ کر کلیجہ کانپنے لگتا ہے مگر یہ بھی دستورِ دنیا ہے اور اس سے فرار ناممکن ہے۔ محض اس موٹاپے کی وجہ سے۔۔۔ چلو تم دونوں پڑھ رہی ہو تمہیں تو کوئی عذر بھی تھا۔ اب گھر بیٹھے بھی پانچ سال ہونے کو آئے۔ لامحالہ سب کا دھیان بار بار جاتا ہے۔ باتوں باتوں میں یوں کریدتے ہیں جیسے ہم نے جان بوجھ کر۔۔۔ بیٹا ہم تم لوگوں کا کھانا پینا نہ ہم پر بھاری ہے' نہ

ناگوار گزرتا ہے مگر دنیا میں رہ کر بہت کچھ دنیاداری کے لیے کرنا پڑتا ہے۔ اور اس میں اپنے دل کی خواہشوں کا خون سب سے پہلے شامل ہے' دنیاداری میں پہلا قدم رکھنے کے لیے۔ اور یوں بھی یہ کوئی بڑی بات نہیں کہ آدمی اعتدال سے زندگی گزارے۔ ابھی تمہاری عمریں کم ہیں اور اس میں بے اعتدالی کا یہ عالم ہے۔ دیکھا ہے ماہی کا بی پی۔ دوبار پرابلم کر گیا۔ میں تمہاری ماں ہوں' متوازن اور مناسب ڈائٹ سے میں نے کبھی اپنا وزن اوور ویٹ نہیں ہونے دیا۔ الحمدللہ' کبھی کوئی فزیکل پرابلم نہیں ہوئی۔ دیکھو زندگی اللہ نے جتنی بھی لکھی ہے' ہم نے اتنی ہی گزارنی ہے۔ اس میں کمی بیشی نہیں ہوسکتی تو کیا یہ اچھی بات ہے کہ اس میں سے آدھی زندگی ہم دوسروں پر خدانخواستہ بوجھ بن کر گزاریں۔ یہ موٹاپا آدھی سے زیادہ بیماریوں کی جڑ ہے اور زیادہ تر بیماریاں دائمی ہوتی ہیں جو خدانخواستہ ایک بار چمٹ جائیں تو بیٹا! جس طرح مریض کو صحت یاب کرنے کے لیے ناپسندیدہ ادویات اور اوزاروں سے آپریٹ کرنا پڑتا ہے' اسی طرح تمہیں ایک صحت مند طرز زندگی کا عادی بنانے کے لیے مجھے تم سے کچھ سخت رویہ اپنانا پڑا اور اس کے لیے میں شرمندہ بھی نہیں بلکہ اس لیے شرمندہ ہوں کہ پہلے ہی غفلت میں' میں نے خاصی دیر کردی۔ اب تم لوگ اپنا محاسبہ خود کرو اور شرافت سے اپنی لاکڈ درازوں اور الماری میں رکھی الابلا نکال کر کچن میں لے آؤ۔ دیکھو' ایمانداری ہر کام کا پہلا تقاضا ہوتی ہے اور اگر انسان اپنے ساتھ بے ایمانی کرے گا تو دوسروں کے ساتھ کیسے فیئر ہوگا۔ میری باتیں سمجھ میں آرہی ہیں نا؟" ماما نے کہتے کہتے ان تینوں کی اتری ہوئی شکلیں دیکھیں تو انہوں نے مرے مرے انداز میں سرہلا دیے۔

"میں بھی چاہتی ہوں تم بھرپور خوشیوں بھری زندگی گزارو مگر صحت کے ساتھ۔ دیکھو بیٹا! ابھی جوانی کی عمر ہے۔ صحت جیسے خزانے کا تمہیں احساس نہیں کہ تم اپنی بے پروائی سے اس خزانے کو بے دردی سے لٹا رہی ہو۔ اگر اس خزانے کی قدر کرنا سیکھو گی تو یہ تمہیں زندگی کی ہر خوشی' ہر نعمت کا بھرپور لطف اٹھانے کے ہزاروں مواقع دے گا اور اگر ان ابتدائی مراحل میں ہی تم اپنے خزانے کو خالی کر بیٹھو گی تو سوچو۔ چالیس سال کی عمر میں تو شاید تم بستر سے بھی نہ اٹھ سکو پھر تمہارے آگے نعمتوں سے بھرا خوشبو میں اڑاتا دسترخوان ہو اور تمہیں اس میں سے ایک نوالہ لینے کی اجازت نہ ہو۔ تو کیا یہ اچھی بات ہے؟ بجائے اس کے کہ تم صحت مندی سے جیو۔ تھوڑا سا کھاؤ اور مزے سے جیو اور لمبی عمر پاؤ جس طرح سارے ہفتے کام کاج کے بعد ایک دن چھٹی کا خوب مزے کرنے کا ہوتا ہے اسی طرح سارے دن کھانے پینے کے بعد کسی ایک ٹائم معدے کو جسم کی مشینری کو بھی آرام کی ضرورت ہوتی ہے جو ہم اپنے معدے کو خالی رکھ کر اسے دے سکتے ہیں اور انجوائے کرسکتے ہیں۔ یہ تجربہ بھی کرو دیکھو اور میری باتوں کو یونہی نہ لینا' ہوسکے تو اسے اپنی گرہ سے باندھ لو۔ باقی میری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔ تمہیں کوئی تکلیف ہوگی جسمانی یا ذہنی تو سب سے زیادہ دکھ مجھے ہی ہوگا تو کیا ماما کو دکھی دیکھ کر تمہیں خوشی ملے گی؟" تینوں نے پھر نفی میں سرہلا دیے۔

"شاباش' میری بیٹیاں بہت سادہ ہیں' ورنہ آج کل کی لڑکیوں کو یہ سب سمجھانے یا بتانے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ میڈیا نے انہیں پہلے ہی خاصا باشعور کردیا ہے۔ شیرو! اب میں تمہارے منہ سے نہ سنوں ماؤنٹ ایورسٹ اور کے ٹو کے الفاظ۔ بہت بری بات بیٹا! کوئی دوسرا سنے گا تو کیا کہے گا پھر دونوں تمہاری بڑی بہنیں ہیں۔ ان کا احترام تم پر یوں بھی واجب ہے۔"

اب کے انہوں نے شیرو کی طرف رخ کیا تو وہ تینوں زور زور سے سرہلا کر ماما کی تائید کرنے لگیں۔ وہ منہ پر ہاتھ پھیر کر بدلے کا اعلان کررہا تھا۔ جب ماما کے دیکھنے پر اپنا گال کھجانے لگا تو سب ہنس پڑے۔

☆ ☆ ☆

وہ سارے فنکشن میں بھی سب سے الگ الگ

ہی رہی تھی۔ ممانیوں اور دوسری رشتہ دار خواتین کی سوال کرتی چبھتی نظروں کا ماما بڑا ہنس ہنس کر حوصلے سے جواب دیے جا رہی تھیں۔

"ہاں' تین چار رشتے آئے تو ہوئے ہیں۔ ایک تو مجھے بھی پسند آیا بلکہ وہ بھی بہت اصرار کر رہے ہیں۔ بس ان کے پاپا کا انتظار ہے' وہ آجائیں تو پھر جو فائنل کریں۔"

ان کے بظاہر ہنستے چہرے کے پیچھے کیسا دکھ چھپا تھا' وہ اس دکھ کو جان کر ہی ان سے دور دور بھاگ رہی تھی۔

"اور یہ مائرہ..... اسے کوئی پروا ہی نہیں ہوتی۔ کیسے دلہن کے پاس گھسی جا رہی ہے جیسے اسی کا دوستانہ زیادہ ہو۔ اس عظمٰی کی بچی کے ساتھ اور وہ کیسی اجنبی سی ہو رہی ہے جیسے مجھے جانتی تک نہیں۔ مجھے بھی پروا نہیں۔"

وہ اسٹیج سے دور ایک طرف بیٹھی کڑھتی رہی۔ اسٹیج پر فوٹو سیشن اور مووی بن رہی تھی۔

"کیسی اسمارٹ لگ رہی ہے یہ عظمٰی کی بچی! پتا نہیں کون سی دوائی کھائی ہے اس نے۔ بازو تو اس کے اتنے موٹے تھے جیسے کسی پہلوان کے ہوتے ہیں۔ ابھی اکھاڑے میں اترے گا اور اب کیسے اسمارٹ بازوؤں پر ہاف سلیو پہنے ہوئے ہے کہ محسوس ہی نہیں ہو رہا۔ پوچھوں گی تو بھی نہیں بتائے گی میسنی۔"

وہ دور سے عظمٰی کے چمکتے دمکتے میک اپ زدہ خوبصورت سراپے کو دیکھ کر اور بھی کمپلیکس میں مبتلا ہوتی رہی۔

"ارے تم ماہی ہو نا!" بارہ من کی دھوبن کیا ہوتی ہے' یہ اجنبی سا چہرہ اور بھاری بھرکم وجود دیکھتے ہی فوراً اسے اس شخصیت کی تاریخی اہمیت کا احساس ہوا۔

"ہوں' آپ کون؟" وہ ناگواری سے بولی۔

"ارے میں نازیہ ہوں' نازو..... بھول گئی۔"

"نازو..... !" اس نے استہزائیہ انداز میں "نازو" کو خوب کھینچا۔

"تم بھی تو ماہی ہو..... ہو ہے نا!" وہ بھی جواباً بولی تو ماہی کھسیا کر مسکرانے لگی۔

"پہچانا یا نہیں؟" کہتے ہوئے وہ دھپ سے کرسی پر بیٹھ گئی۔

"انٹر میں ہم دونوں ساتھ تھے پھر انٹر کے فوراً بعد میری شادی ہو گئی اور میں چوکی چلی گئی۔ پھر دو چار سالوں بعد سکھر۔"

"چوکی سے سکھر..... بیچ میں اور کوئی اسٹیشن نہیں آیا۔"

"اسٹیشن بڑے آئے' گاڑی تیز گام تھی' رکی نہیں۔ تم سناؤ' بڑی چینج ہو گئی ہو۔ ہاں یہ ظالم وقت عورتوں کو ہی زیادہ تباہ کن انداز میں چینج کرتا ہے اور یہ مرد ایسے کے ایسے ہی رہتے۔ توند تھوڑی سی بڑھالی یا بال اڑا لیے۔ تمہارے بچے بھی سیزرین ہوئے ہیں؟" وہ بے تکلفی کی انتہا پر پہنچ کر ذرا رازداری سے پوچھنے لگی۔

"کون سے بچے؟" ماہی کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔

"تمہارے بچے۔ بھئی اتنا جو وجود پھیلا ہوا ہے۔ مجھے دیکھو کمبخت چاروں بچے آپریشن سے ہوئے لو حدود اربع کہاں تک پھیل گیا۔"

"تمہارا دماغ تو نہیں خراب۔ میری تو ابھی شادی نہیں ہوئی۔"

وہ وضاحت دینا تو نہیں چاہتی تھی مگر اس کے "پھیلنے" کی اسپیڈ دیکھ کر مجبوراً بتانا پڑا۔

"تم سچ کہہ رہی ہو ماہی؟" کافی دیر بعد شاک سے سنبھلتے ہوئے وہ بے یقینی سے انداز میں پوچھنے لگی تو ماہی "میں ابھی آئی" کہہ کر کھسک گئی۔

"ماما چلیں نا! ابھی تو رخصتی میں خاصا وقت ہے۔ میں تھک گئی ہوں۔"

ماما کے پاس کھڑے ہو کر کہتے ہوئے اس کی نظریں پاس بیٹھی دو خواتین سے ٹکرائیں۔ اس کے ذہن میں جھماکا سا ہوا۔

ان دونوں میں سے یقیناً ایک وہی تھی جو اس کی آخری کیٹ واک دیکھنے آئی تھی اور..... غصے کی تیز لہر اس کے بدن میں دوڑ گئی۔

"وہ بھی بیٹھو' رشتہ داری کا معاملہ ہے۔ میں یونہی تو نہیں چھوڑ کر جا سکتی۔" ماما نے اسے گھورا تو مجبوراً اسے سلام کرنا پڑا۔ وہ بھی مسکراتے ہوئے جواب دے کر اسے دیکھنے لگیں۔

"میں شیرو کو دیکھتی ہوں' اس کے ساتھ گھر جا رہی ہوں۔ آپ انکل توفیق کے ساتھ مائرہ کو لے کر آجائیے گا۔ مدحت بھی اس کے ساتھ ہے۔" وہ ان کی نظروں سے گھبرا کر کہتی ہوئی شیرو کی تلاش میں نکل پڑی۔

شیرو ذرا فاصلے پر کسی لڑکے کے ساتھ باتیں کر رہا تھا۔ وہ اس کے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگی کہ نازو کو پھر سے اپنی طرف آتے دیکھ کر فوراً شیرو کی طرف لپکی۔

"شیرو! تمہیں ماما بلا رہی ہیں۔" وہ ذرا فاصلے پر رک کر شیرو سے بولی۔

"سعد بھائی! یہ میری سسٹر ماہین ہیں اور ماہی! یہ سعد صاحب ہیں۔ پاپا کے دوست کے بیٹے۔ ایکسکیوزی' میں ابھی آیا۔" جس طرح اس کے منہ سے بگ سسٹر پھسلتے پھسلتے رکا تھا۔ ماہی کو اندازہ ہو گیا کہ آئندہ زندگی میں شیرو کہاں کہاں گڑبڑ کر سکتا ہے۔

وہ اجنبی کی مسکراتی نظروں سے کتراتی شیرو کے پیچھے لپکی۔ اسے پتا نہیں چلا کہ ان مسکراتی نظروں نے کہاں تک اس کا تعاقب کیا تھا اور کیا کیا کچھ سوچ لیا تھا۔

☼ ☼ ☼

"لے جائیں گے' لے جائیں گے دل والے۔ بہت بڑے دل والے دلھنیا لے جائیں گے....."

شیرو آتے جاتے بھونپو کی آواز میں اس کے کانوں کے پاس چلا کر گانے لگتا۔

سب کچھ کیسے آناً فاناً ہوا' اسے کیا گھر میں کسی کو بھی یقین نہیں آ رہا تھا۔

پاپا ایک ہفتے کے اندر آگئے تھے۔ اور ٹھیک پچیس دن بعد کی تاریخ رکھی گئی تھی۔

اسے حیرانی تھی تو فقط اس بات کی کہ سب معاملہ بغیر کسی کیٹ واک کے کیسے طے پا گیا۔ یقیناً ان کا لڑکا بھی ایسا گیا گزرا ہو گا۔ موٹی توند اور گنجے سر والا یا پھر اسی کے مقابلے میں کوئی پہلوان..... یا کوئی اونچی پیسے کی لالچ میں..... ماما پاپا نے کوئی لمبی چوڑی پیشکش کی ہوگی' بزنس کرانے کی گھر یا گاڑی کی..... اس کے علاوہ تو اور کسی طرح یہ معاملہ "حل" نہیں ہو سکتا تھا۔

وہ جوں جوں سوچتی جاتی' مزید اداس ہوتی جاتی۔

اس پر مستزاد کہ مائرہ کو بھی چھوٹی خالہ نے اپنے شعیب کے لیے مانگ لیا تھا۔ چھوٹی خالہ صرف نام کی چھوٹی تھیں' ورنہ ان کا پورا جائزہ لینے کے لیے بندے کی دو آنکھیں بھی ناکافی ہوتیں مگر شعیب اچھا لگا اسے۔ وہ ڈنمارک میں رہتے تھے اور بقول قدرت اللہ شہاب' پوری ڈچ قوم دوپہر بارہ بجے لنچ ٹائم باقاعدہ اہتمام سے کرتی ہے۔ اس وقت ساری قوم آلو کا لنچ کر رہی ہوتی ہے کہ آلو وہاں کی پاپولر اور پسندیدہ غذا ہے۔ اس کا اندازہ وہاں کے خوب پلے ہوئے لوگوں کو دیکھ کر بخوبی ہو سکتا ہے۔ سو چھوٹی خالہ کی نظر میں مائرہ کا سیونٹی ایٹ بلکہ سیونٹی سکس ویٹ کوئی زیادہ نہیں تھا' محض صحت مندی تھی۔

اور اسے خود پتا نہیں چلا' ان پچیس دنوں میں ساری منفی باتیں اور وسوسے سوچ سوچ کر اس کا وزن بھی چار پانچ کلو کم ہو چکا ہے۔ بھوک ہی مر گئی تھی۔ نظروں کے سامنے پسندیدہ کھانوں اور ڈشز کا ڈھیر تھا مگر اس کا کچھ کھانے کو دل ہی نہیں چاہتا تھا' پھر ماما پاپا' گھر' بہنوں اور شیرو کو چھوڑ کر جانے کا غم الگ۔ اسے تو کبھی یہ خیال بھی نہیں آیا تھا کہ وہ یہاں سے رخصت ہوتے ہوئے اتنی رنجیدہ' اتنی اداس ہو جائے گی۔

وہ اور مائرہ تو اکثر کہا کرتی تھیں کہ یہاں سے جانے کی خوشی میں وہ شکرانے کے نفل پڑھیں گی تو ماما شاید پورے مہینے کے روزے رکھیں مگر اس وقت صورت حال دونوں طرف بے حد مختلف سی تھی۔ ماما پاپا خوش تو تھے مگر اداس زیادہ اور وہ خود تو جیسے بالکل بند گنبد کی طرح ہو گئی تھی۔ گم صم' شیرو کی باتیں' ہنسانا تیں' نہ مائرہ

کی شاپنگ خوش کرتی۔ شاپنگ کے لیے تو وہ خود بھی جا رہی تھی مگر اکھڑی اکھڑی سی۔

"تم خوش نہیں ہو؟" مہندی سے دو دن پہلے اس کی مسلسل چپ سے تنگ آ کر مائرہ نے پوچھ ہی لیا۔ اس کی شادی دو تین ماہ بعد ہونا تھی۔

"پتا نہیں مائرہ! مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔"

"ڈر....." وہ اتنی زور سے چیخی کہ ماہی اور بھی ڈر گئی۔ "کیا ہم تمہیں کسی جن سے بیاہ رہے ہیں۔ احمق! اتنے اسمارٹ، اتنے ڈیشنگ ہیں سعد بھائی۔ تمہیں تو خوشی سے اتنی چھلانگیں لگانی چاہئیں یار! تمہارا سائز کتنا مختلف ہو گیا ہے پہلے سے۔ کمر کی فٹنگ بھی اچھی ہو گئی ہے۔ پہلے تو پورا ہال کمرہ تھا۔ ٹیلر کو ناپ دیتے ہوئے بھی شرم سے نظریں چرانی پڑتی تھیں۔ شکر ہے عزت رہ جائے گی اب۔ نو ٹینشن۔ اس ٹائم کو انجوائے کرو بلکہ ہر ٹائم کو انجوائے کرنا چاہیے کہ ایک فقط دنیا میں یہی چیز ہے جو واپس نہیں آتی۔ آپ ہر چیز خرید سکتے ہیں گزرا وقت واپس نہیں لا سکتے جو کل تھا وہ آج نہیں ہے جو آج ہے وہ آئندہ نہیں ہو گا تو چینج مائی ڈیئر! انجوائے چینج اور ہر تبدیلی کو محسوس کرو اور انجوائے کرو۔ تبدیلی آتی ہی آپ کے لیے ہے۔ کل بیٹھ کر انہی یادوں کو کریدو گی تو افسوس کرو گی کہ اس ٹائم کو ہنسی خوشی کیوں نہ محسوس کیا۔ تمہاری مایوں اور مہندی کا فنکشن دوبارہ نہیں ہو گا۔ میں تو اسے خوب انجوائے کروں گی۔ تم بھی کرو۔"

وہ ایک لمبا چوڑا لیکچر جھاڑ کر گنگناتے ہوئے اٹھ کر چل دی۔

"سعد بھائی اتنے ہینڈسم ہیں، اسمارٹ اور....." وہ خود ہی سوچنے لگی۔ "چلو اتنی تسلی تو ہوئی مگر ان لوگوں نے مجھے دیکھا تو ہے نہیں۔" اسے پھر پریشانی گھیرنے لگی

☆ ☆ ☆

اور شادی والے دن اس کی ہر پریشانی اور وسوسے کا خاتمہ ہو گیا۔

تو سعد صاحب! ان ہی خواتین کے بھائی تھے جو اس دن اسے دیکھنے آئی تھیں، جنہیں اس نے فاقہ زدہ ملک سے تعلق رکھنے والی قرار دیا تھا اور ماما کی کھڑاویں کھائی تھیں۔ سعد کے ابو، پاپا کے دوست تھے۔ ان کی طرف سے "ہاں ناں" ابھی نہیں ہوئی تھی کہ سعد صاحب نے ماہی کو عظمیٰ کی شادی والے دن دیکھ لیا اور اس کی پسند پر اس کی بہنیں اور بھابھیاں سر پیٹتی اس کی عقل پر افسوس کرتی "ہاں" کا پیغام بھیجنے پر مجبور ہو گئی تھیں۔

"بھئی، سچی بات ہے۔ تم اس دن وہ فالسی کلر کے سوٹ میں اتنی پیاری لگ رہی تھیں۔ ہلکے میک اپ کے باوجود تمہاری اسکن اتنی شائن کر رہی تھی کہ میں نے اسی لمحے فیصلہ کر لیا کہ شادی کروں گا تو اس "لڑکی" سے، ورنہ کسی اور سے نہیں۔ مجھے آج کل کی یہ ڈائٹنگ کی ماری کمزور مدقوق بیمار سی لڑکیاں دیکھ کر سخت ابکائی آتی ہے۔ مجھے تو اپنے بچوں کے لیے صحت مند اماں جان....."

وہ کہہ رہا تھا اور وہ شرم سے دہری ہوئی جا رہی تھی۔ سماعتوں کی سوئی فقط "لڑکی" پر اٹکی ہوئی تھی اور تو وہ کچھ سن ہی نہیں پائی تھی۔

☆ ☆ ☆

"ماؤنٹ ایو..... سوری آپی جان! سعد بھائی نے کیا گفٹ دیا آپ کو۔ یوگا کی کوئی ایکسرسائز بک یا سی ڈی۔ ڈی وی ڈی ایکسرسائز کے لیے یا....." صبح مائرہ اور شیرو ہی اس کا ناشتہ لے کر آئے تھے اور شیرو تنہائی پاتے ہی اپنی جون میں آ گیا تھا۔

"بدتمیز..... بے ہودہ..... ماما کو بتاؤں گی۔ انہوں نے تمہیں کتنی سختی سے منع کیا تھا کہ وہاں جا کر تمیز اور تہذیب سے بات کرنا اور تم آتے ہی..... تمہاری زبان چلنے سے نہیں رکتی۔ چھوٹی خالہ کے سامنے بھی مجھے دیکھ کر کہے گا..... کے ٹو تھری فور۔ وہ بیچاری پریشانی میں کئی بار اس سے پوچھ چکی ہیں کہ بیٹا کے ٹو تھری فور کیا ہوتا ہے۔ قسم سے میری ہنسی نہیں رکتی۔"

مائرہ اسے ایک دھپ لگاتے ہوئے بتانے لگی۔

"تھپڑ اسے اس دن پڑنا چاہیے تھا جس دن اس نے پہلی بار ہمارے نام بگاڑے تھے۔"

ماہی نے بھی شیرو کے شرارت بھرے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا تو وہ ڈھٹائی سے ہنسنے لگا۔

☆ ☆ ☆

سعد کا رویہ اس کے ساتھ بہت بہت اچھا تھا۔

دونوں ہنی مون منا کر آ چکے تھے اور سعد نے ایک بار بھی اس کے فربہی مائل جسم یا موٹاپے کو مذاق یا کسی اور ذکر میں نشانہ نہ بنایا تھا۔ پہلے کئی دن وہ منتظر رہی۔ اس کی طرف سے کوئی ہدایت ملے کہ وہ اسے تھوڑا اور وزن کم کرنے کو کہے مگر اس نے ایسی کوئی فرمائش نہیں کی۔

اس کی دونوں نندیں کالج جاتی تھیں بلکہ ایک تو اب فارغ ہو چکی تھی۔ رزلٹ کا انتظار تھا۔ دوسری کو بھی ایگزام کے لیے فری کر دیا گیا تھا مگر اس کے باوجود دونوں گھر کا کوئی کام نہیں کرتی تھیں۔ سوچ سوچ کر، ناپ تول کر کھاتی تھیں۔ بالکل یہی حال دونوں جٹھانیوں کا بھی تھا۔ دونوں کے دو دو بچے تھے اور دونوں ہمہ وقت اپنی اسمارٹ نیس کے لیے ہلکان ہوتی رہتی تھیں، نپا تلا کھاتیں۔ ایکسرسائز کرتیں۔ باقاعدگی سے پارلر جاتیں۔ دونوں کی شادیوں کو آٹھ اور نو سال ہو چکے تھے۔ اسمارٹ نیس میں وہ ماہی کی تازگی کو مات دیتی تھیں۔ البتہ فریش نیس اور شگفتگی میں ماہی ان سے آگے تھی۔ ان کے مرجھائے ہوئے فاقہ زدہ چہروں کے سامنے ماہی کا کھلا کھلا چمکتا چہرہ اور بھی نمایاں ہوتا۔ دونوں نندوں کا بھی یہی حال تھا پھر جس حساب سے کھاتیں، اسی حساب سے کام کرتیں۔

صفائی اور کپڑوں کی دھلائی تو ملازمہ کر جاتی تھی جبکہ باقی کاموں کے لیے ان چاروں میں سرد جنگ جاری رہتی۔ دونوں نندیں تو کچن میں جانے سے صاف انکاری تھیں۔ بھابھیاں مارے باندھے جاتیں اور الٹا سیدھا پکا کر جان چھڑا کر نکل آتیں پھر جس کو بھوک لگتی، وہ اپنے لیے سالن اور ہاٹ پاٹ میں پڑی دو گھنٹے پہلے کی پکی روٹی نکال کر لے آتا اور کھانے بیٹھ جاتا۔ ساس تھی نہیں، سسر تھے۔ وہ گھر کے معاملات میں کیا دخل دیتے۔

پہلے دن اس نے کھانا پکایا اور سب کو ڈائننگ ٹیبل پر اکٹھا کر کے گرم گرم کھانا سرو کیا۔ وہ چاروں تو اسی طرح پھونک پھونک کر کھاتی رہیں جبکہ اس کے سسر، جیٹھوں اور سعد نے جس رغبت اور اشتہا سے کھانا کھایا اور کھانے کے دوران اور کھانے کے بعد جو اس کی تعریفوں کے پل باندھے اس نے اس کا سیروں خون بڑھا دیا۔

"بس یہی مردوں کے ہتھکنڈے ہوتے ہیں جو عورت کو دھوبن بنانے میں اہم ترین کردار ادا کرتے ہیں۔ تعریفیں کرتے جاؤ، خاتونِ خانہ پھول پھول کر کپا ہوتی جائے گی۔"

اس کی جٹھانی نے تو مردوں کے اٹھتے ہی ناک چڑھا کر کہہ ڈالا اور دونوں نندوں نے بھی اس کی ہاں میں ہاں ملائی مگر ماہی نے تو جیسے اس کی کوئی بات سنی ہی نہیں۔ کیسی انوکھی سی خوشی، سرشاری محسوس ہو رہی تھی اسے۔ اس لیے مزے دار کھانے کو انجوائے کر کے کھانے سے کیسا لطف ملتا ہے اس کا اندازہ اس سے زیادہ اور کون کر سکتا تھا۔

اب اسے کھانے سے زیادہ کھلانے میں مزہ آنے لگا۔ اس نے ککنگ کورس کر رکھا تھا اور اس کے دوران اس کا بارہ کلو وزن بڑھا تھا۔ جس پر ماما اٹھتے بیٹھتے اس کی کلاس لیتیں کہ کورس بھی کیا تو کون سا جس میں پیٹ کے دوزخ کو بھرنے کے نت نئے طریقے سیکھے اور آج یہ کورس اور کھانے سے دلی محبت اس کے کام آ رہی تھی۔ اسے پروا نہیں تھی کہ لذیذ کھانے پکانے اور چکھنے کے دوران وہ دھوبن بن رہی ہے یا نہیں، اسے صرف ان لمحوں کی خوشی انوکھا مزہ دیتی، جب اس کے سسر، سعد اور دونوں جیٹھ کھانا کھا کر خوش ہوتے۔ اس کی تعریف کرتے اور جب وہ میز سے اٹھتے تو ان کے چہروں پر کیسا اطمینان اور خوشی ہوتی تھی۔ ایک

مکمل گھر کے افراد ہونے کی خوشی' جو آج سے پہلے صرف اس کی ساس کے زمانے میں ان کی زندگی کا حصہ تھی۔

☆ ☆ ☆

وقت گزر تا گیا۔ گھر کا سارا انتظام اس کے ہاتھ میں آگیا۔ دونوں نندوں کی شادی ہو گئی۔ اس کے بھی دو بچے ہو گئے۔ اس کی جٹھانیاں اسی طرح فگر کانشس اور بیوٹی کانشس تھیں اور وہ اسی طرح خود سے لاپروا۔ ہر وقت گھر' بچوں اور کھانے کی فکر میں ہلکان ہونے والی۔ وہ اپنے سسر کی پسندیدہ بہو تھی تو دونوں جیٹھ اسے چھوٹی بہن کی طرح پیار کرتے اور کسی بڑی بہن کا سا احترام دیتے اور دونوں نندیں..... شادی کے بعد انہیں پتا چلا کہ صرف بننا سنورنا اور خود کو اسمارٹ رکھنا شوہروں اور سسرال والوں کو خوش رکھنے کے لیے کافی نہیں ہوتا۔ سو ہر روز ان کا فون آتا۔

"بھابھی! کوفتے کیسے بناتے ہیں' کلیجی کس طرح پکاتے ہیں۔ بریانی کی تہیں صحیح نہیں جمتیں' قورمے کا ذائقہ ویسا نہیں بنتا جیسا ندیم نے پچھلی بار آپ کی طرف کھایا تھا۔"

اور اس ساری مشقت کے دوران اسے پتا بھی نہیں چلا' اس کا وزن ستر کلو سے گر کر پچپن کلو ہو چکا ہے' ورنہ نہ جانے وہ کیا کر گزرتی اور وزن کرنے کا ٹائم ہی کس کے پاس تھا۔ یہی گلہ اب سعد کو بھی اس سے رہنے لگا تھا۔

"یار! دو گھڑی کو ہمیں بھی ٹائم دے دیا کرو۔ مجھے تو لگتا ہے تمہاری شادی مجھ سے نہیں' گھر کے کاموں سے ہوئی ہے۔"

"تو کیا کروں سعد! ابھی شام کے کھانے کے لیے کچھ نہیں کیا اور آپ کو پتا ہے نوید بھائی نے آج پائے کی فرمائش کی تھی اور...."

"سنو! ان کی فرمائشیں پوری کرنے کے لیے ان کی بیویاں ہیں نا اور میں نے یہ سب تمہیں اس لیے کرنے دیا کہ روبینہ اور سمیعہ کچھ نہیں کرتی تھیں۔ ابو کو ٹھیک ٹائم پر کھانا ملتا تھا نہ کچھ۔ گھر کا برا حال تھا۔ چلو تم نے سنبھال لیا' بہت بڑا کام کیا مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ اب تم ان دونوں فیملیز کے کام بھی اپنے کندھوں پر لے کر باؤلی بنی پھرتی رہو۔ اکثر میں آفس سے آؤں تو تم اسی بکھرے حلیے میں کچن اور دوسرے کاموں میں گھن چکر بنی ہوتی ہو جبکہ دونوں بھابھیاں کسی فنکشن میں شرکت کے لیے ہمہ وقت تیار ملتی ہیں۔ شوہروں کے آتے ہی وہ سیر کے لیے باہر چلے جاتے ہیں اور تم ڈنر کی تیاری میں پھنسی رہتی ہو۔ ماہی! تم میری بیوی ہو' اس گھر کی ملازمہ نہیں۔ کیا تمہیں اس کا احساس نہیں ہوتا۔ چلو یہ بھی گوارا تھا کہ یہ سب تم نیک نیتی سے کرتی تھیں۔ مجھے تمہاری سادگی اور نیک فطرت پر اور بھی پیار آتا مگر دنیا اتنی سادگی کو بے وقوفی اور حماقت سمجھتی ہے۔ یہ دیکھو' معیز کے اسکول کی رپورٹ۔ ابھی وہ کلاس نو میں ہے اور اس کی رپورٹ بالکل نل کیونکہ اس کی تیاری نہیں ہوتی۔ آفس سے آکر میں اسے تھوڑا ٹائم تو دیتا ہوں مگر میں اکثر دیر سے آتا ہوں۔ تمہاری پہلی ترجیح تمہارا گھر' بچے اور شوہر ہے نہ کہ دوسروں کی ذمہ داریاں نبھانا۔ تم سمجھ رہی ہو نا؟ اب اس گھر سے زیادہ ہمارے بچوں کو تمہاری ضرورت ہے اور خود تمہیں بھی اپنی۔ ذرا آئینہ دیکھو جاکر۔" یہ آج سعد نے اسے کیسا آئینہ دکھایا تھا۔

"آپ خوش نہیں ہیں مجھ سے؟" وہ بکھری ٹوٹی آواز میں بولی۔

"میں خوش ہوں تم سے' کہ تم نے سب ذمہ داریوں کو بہ احسن طریقے نبھایا اور پتا ہے' تمہیں پسند کرنے میں میری تھوڑی سی خود غرضی بھی شامل تھی کہ یہ چاروں اپنی ڈائٹنگ اور کمزوری کی بنا پر گھر کو دیکھ نہیں پاتی تھیں۔ تمہیں دیکھا اور مجھے پہلی نظر میں نہ صرف تم اچھی لگیں بلکہ مجھے خیال آیا کہ تم سب کام سب ذمہ داریاں اٹھا سکو گی اور اللہ کا شکر ہے اور مجھے اپنی پسند پر فخر بھی ہے مگر یار! اب میرا اور بچوں کا بھی تم پر حق ہے پھر ابو کے بعد اب تم پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ میں دونوں بھائیوں سے بات کر چکا ہوں۔ نیچے کے دونوں پورشنز اور اوپر کے پورشن میں علیحدہ کچن کی سہولت ہے' سو اب کل سے سب اپنا اپنا کھانا خود پکائیں گے۔ خود اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کریں گے اور نبھائیں گے۔ کبھی کبھار اکٹھے مل کر بھی کھا پی لیا کریں گے' اس میں کوئی حرج نہیں۔ اور وہ دونوں بخوشی راضی ہیں اور انہیں بھی احساس ہے کہ ان کی بیویاں کس طرح اپنی ذمہ داریوں سے نظریں چرا رہی ہیں اور سب کچھ تم پر لاد دیا گیا ہے۔ میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا؟"

وہ اس سے پوچھ رہا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ تھامے اپنے پاس بٹھائے بڑی محبت سے اور وہ تو کہیں اور ہی پہنچی ہوئی تھی۔ یہی ساری باتیں ماما نے اس سے ابو کے انتقال کے فوراً بعد کہی تھیں کہ

"اب تم الگ ہو جاؤ' تم ان کی نوکرانی نہیں ہو کہ سب کو کھانے پکا پکا کر سرو کرتی پھرو اور وہ نواب زادیاں نیل پالش لگا کر ناخن بڑھا کر بیٹھی رہیں۔ زندگی تب ہی حسین لگتی ہے جب اس میں توازن ہو۔ تم ہمیشہ کی بے اعتدال ہو۔ ہر معاملے میں تم حد سے آگے نکل جاتی ہو۔ اب سعد کو' گھر کو' تمہارے بچوں کو تمہاری پہلے سے زیادہ ضرورت ہے۔"

اور وہ ماما کی باتوں کو ایک کان سے سن کر دوسرے سے اڑا گئی تھی۔ اسے یقین تھا سعد یہ باتیں سن کر غصے میں آجائیں گے۔ وہ سمجھتی تھی کہ سعد نے اس سے شادی اس کی "صحت" دیکھ کر کی تھی جو اس کا گھر سنبھال سکے اور ان آٹھ دس سالوں میں بارہا اس کا یہ اندازہ درست بھی نکلا تھا وہ اندر سے ڈری ہوئی تھی کہ سعد اس سے محبت نہیں کرتا' اس کے "کام" سے محبت کرتا ہے۔ اگر اس نے سرکشی دکھائی تو..... شاید وہ اسے اتنی توجہ کے قابل بھی نہیں سمجھے گا' جتنی..... شادی سے پہلے سعد اس سے کیوں شادی پر راضی ہوا ہے اور بعد میں..... کیوں اس سے نباہ کر رہا..... اس کے دونوں اندازے مٹی کا ڈھیر ثابت ہوئے تھے اور یہ سعد اس سے کیا کہہ رہا تھا۔

"میں تمہاری قربت کو ترس گیا ہوں' ہم کچھ دیر ساتھ بیٹھیں' گھومیں' پھریں' انجوائے کریں۔ ماما تمہیں دس بار بلا چکی ہے' اس کے پاس وزٹ کر آئیں مگر تم نے تو جیسے گھر میں خود کو گم کر لیا ہے۔ مجھے تو یاد ہی نہیں' کبھی ہم دونوں نے اکیلے بیٹھ کر گھنٹوں کیا تھوڑی دیر کے لیے بھی اپنے دلی جذبات ایک دوسرے پر آشکار کیے ہوں۔ مجھے نیند نہیں آتی اور تم تھکی ہاری خراٹے لے رہی ہوتی ہو۔ میں تھک کر سو جاتا ہوں تب تم کچن سے فارغ ہو کر آتی ہو۔ ماہی..... میری جان..... یہ زندگی ہماری ہے' اس پر ہمارا بھی حق ہے۔ میرا تم پر اور تمہارا مجھ پر۔ ہمیں یہ بنیادی حقوق کب ملیں گے ملکہ عالیہ!"

وہ بے ساختہ اس کے دونوں ہاتھ اپنی طرف کھینچتے ہوئے بولا تو وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"کم از کم اس وقت نہیں' مجھے معیز کو ہوم ورک کروانا ہے اور تھینکس۔ اس یقین دہانی کا۔ کہ....." وہ جھجک کر رک گئی۔

"کیا...؟" وہ حیرانی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"کہ... آپ مجھے..... مجھ سے محبت کرتے ہیں...." وہ کہہ کر رکی نہیں۔

"حد ہو گئی' تمہیں پتا نہیں تھا؟ شیرو صحیح کہتا ہے ماہی جسم کی نہیں' عقل کی بھی موٹی ہے اور موٹے لوگوں کو ہر بات دیر سے سمجھ میں آتی ہے۔" کہتے ہوئے اس نے بے اختیار اس کی طرف دیکھا جدھر وہ گئی تھی۔ اگر وہ سن لیتی تو..... اس کا سارا اعتبار جو ابھی ابھی اسے آیا تھا' مٹی کا ڈھیر ہو جاتا۔ اور اب میں اس کے اعتبار کو کبھی کھونے نہیں دوں گا کہ میں اس کے جسم سے نہیں' اس کے خوبصورت دل اور حساس طبیعت سے محبت کرتا ہوں اور اس محبت کو وقت بھی بوڑھا نہیں کر سکتا۔

وہ زیر لب کہتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا اور ماہی کو پکارنے لگا۔

☆